پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

درس حدیث

محمد اظہر مدنی

لا الہ الا اللہ

عن أنس –رضي الله عنه– أن النبي صلى الله عليه وسلم– ومعاذ رديفه على الرحل، قال: يا معاذ قال: لبيك يا رسول الله وسعديك، قال: يا معاذ قال: لبيك يا رسول الله وسعديك، قال: يا معاذ قال : لبيك يا رسول الله و سعديك ثلاثا قال: ما من عبد يشهد أن لا اله الا الله، وأن محمدا عبده ورسوله صدقا من قلبه الا حرمه الله على النار قال: يا رسول الله، أفلا أخبر بها الناس فيستبشروا؟ قال: اذا يتكلوا فأخبر بها معاذ عند موته تأثما. (صحیح بخاری)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر پیچھے بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر ہوں۔ پھر تیسری بار آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر خدمت ہوں۔ پھر رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حقیقی رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کردے گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں لوگوں کو یہ بات نہ بتاؤں تاکہ وہ بھی خوش ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تب تو وہ لوگ اسی پر بھروسہ کرلیں گے۔ اس کے بعد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت یہ حدیث لوگوں سے بیان کردی تاکہ وہ گناہ سے بچ جائیں۔

تشریح: ایک انسان کے لیے کلمہ طیبہ سے زیادہ کوئی عظیم اور بڑی نعمت نہیں ہوسکتی ہے۔ یہی وہ توحید ہے جس کا اقرار دل وجان سے کرنے کے بعد انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے اور یہی ہمارے دین کی اصل بنیاد ہے اور اسی توحید کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اپنے چنندہ و برگزیدہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اس دنیا میں بھیجا تاکہ لوگوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی بندگی کی طرف بلائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ”وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ“ (النحل:۳۶) ”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں (طاغوت) سے بچو۔“

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ”وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ“ (الانبیاء:۲۵) ”تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔“

چنانچہ کلمہ توحید کے معانی ومفاہیم اور اس کے تقاضوں کو سمجھنا اور اس پر مکمل طریقہ سے عمل پیرا ہونا ہر ایک انسان کی ذمہ داری ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کی اتنی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے اور سچے دل سے گواہی دینے پر جہنم کی آگ کو حرام کردیا گیا ہے۔ یہ بشارت وخوشخبری صرف انہی لوگوں کے لیے ہے جو اس کلمہ کا حق ادا کرتے ہیں۔ اس کے مقتضیات کو پورا کرتے ہیں۔ اور توحید باری تعالیٰ پر ہر حال میں قائم ودائم رہتے ہیں۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق رسول گرامی ﷺ کا فرمان ہے: ”**اسعد الناس بشفاعتي يوم القيامة : من قال: ”لا اله الا الله خالصا من قلبه او نفسه**“ بروز قیامت میری شفاعت کی سعادت اس شخص کو نصیب ہوگی جس نے اپنے دل کی اتاہ گہرائیوں سے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا۔ مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ موحدین پر جہنم حرام ہے۔ **من شهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله، حرم الله عليه النار**، ”جس شخص نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم حرام کردی ہے۔

توحید اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے اور اسی کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو اور جن وانس کو پیدا فرمایا۔ چنانچہ توحید باری تعالیٰ کے تعلق سے وہ کسی بھی کوتاہی کو نہ تو پسند فرماتا ہے اور نہ ہی ایسے شخص کو کسی بھی حال میں معاف فرمائے گا۔ بشرطیکہ وہ موت سے قبل توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کا موحد اور وفادار بندہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء:۴۸) ”یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔“ اور سورہ مائدہ میں ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ“ (المائدہ:۷۲) یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔“ اور نبی اکرم کا فرمان ہے ”**من مات وهو يدعو من دون الله ندا دخل النار**“ جس کی موت اس حالت میں آتی ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارتا ہے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اے الہ تو ہم سب کو موحد بنا اور موحدین کے لئے دنیا وآخرت کی جو بشارت نبی نے سنائی ہے ہم سب کو اس کا مستحق بنا۔ آمین **وصلى الله على نبينا محمد**

☆☆☆

اداریہ

اصغرعلی امام مہدی سلفی

عدل کا دستور ہے کہ...

ملک وسماج دشمن عناصر کے خلاف دار وگیر اور ان کو اسیر پس دیوار زنداں اور زنجیر پا کیے جانے کی خبریں اخباروں میں اکثر چھپتی رہتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو پتہ نہیں یہ ملک وسماج دشمن عناصر اور بدمعاش وشاطر اور زیادہ دندناتے پھریں گے، امن وامان کو بھنگ کرتے رہیں گے اور لوگوں کا جینا دوبھر ہوکر رہ جائے گا۔ قوی کمزور کو لقمہ تر بناتے ہوئے نہیں شرمائے گا، بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کا روز روز شکار کرتی نظر آئیں گی اور کوئی ان کا پرسان حال نہ ہوگا۔ مجرم کھلے عام گھومیں گے اور مظلوم کو سر چھپانے کی جگہ نہ ملے گی اور وہ چھپتے اور بچتے نظر آئیں گے۔

لہٰذا حاکم وذمہ دار اور عدلیہ کا وجود ہر ملک ومعاشرہ میں ضروری ہے۔ اسی لیے حکم کو نافذ کرنے کے لیے اور حقدار کو حق اور مظلوم کو انصاف دلانے کے لیے قوت نافذہ اور پولیس کی بھی ضرورت ہے۔ عدلیہ احقاق حق اور اظہار رائے کرے گی اور عدل وانصاف کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے عدلیہ اپنا فیصلہ بھی سنائے گی۔ حاکم کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اسے اپنی قوت پولیس اور دیگر ذرائع معہودہ وموجودہ سے نافذ کرے تا آنکہ انصاف کے تقاضے پورے ہوجائیں اور حقدار کو اس کا پورا حق مل جائے۔ قوت نافذہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ عدلیہ کے فیصلے اور قانون کے تمام پہلوؤں کی روشنی میں مدعی ومدعا علیہ اور ظالم و مظلوم دونوں کے درمیان جو فیصلہ صادر ہوا ہے، اس کو ہو بہو نافذ کردے۔ اس میں کسی بھی طرح کی کوئی کمی نہ رہ جائے۔ نیز یہ کہ عدلیہ کے فیصلہ کے بعد اس کی تنفیذ میں دیری نہ ہو، کیوں کہ بسا اوقات فیصلہ صادر ہونے کے بعد بھی مختلف رکاوٹوں، سببوں اور شرارتوں کی وجہ سے انصاف میں غیر معمولی تاخیر ہوتی ہے۔ اپیل در اپیل کی کارروائیاں انصاف کو متاثر کرتی ہیں۔ بسا اوقات پولیس کے پاس فیصلے کی کاپی نہیں پہنچنے دی جاتی اور اس کو نافذ کرنے کے آرڈر اور آدیش کے بعد بھی انصاف نہیں ملتا۔ اس کی متعدد وجوہات میں سے ایک وجہ رشوت بھی ہے۔

رشوت عصر جدید کا سب سے بڑا ناسور اور کسی بھی ملک اور معاشرہ کے لیے بڑی دیمک ہے جو ملک کی بنیادوں کو چاٹ جاتی ہے اور پھر مضبوط نظام وقانون اور اچھی عدلیہ اور انصاف بھی بے وزن اور بے اثر ہوکر رہ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے سماج ومعاشرہ میں بدامنی وانارکی کی صورت حال پیدا ہوجاتی ہے اور محروم طبقات وغیر مطمئن عناصر کے ذریعہ امن وقانون کو ہاتھ میں

مدیر مسئول

اصغرعلی امام مہدی سلفی

مدیر

عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا طہٰ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
ذکر الٰہی - سکون قلب کا آسمانی نسخہ	۶
قرآنی تعلیمات اور ہمارا معاشرہ	۸
دین میں جبر واکراہ نہیں	۱۴
بیٹی کو ممتاز بیوی بنانا ماں کی ذمہ داری	۱۸
لگا جو زخم زباں کا	۱۹
ایسے لوگ اب آسانی سے کہاں ملیں گے	۲۱
تعاون کی اپیل	۲۵
۶/روزہ دعوتی وتنظیمی دورہ مہاراشٹر بحسن وخوبی اختتام پذیر	۲۶
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۲۹
جماعتی خبریں	۳۰
اشتہار اہل حدیث منزل	۳۱
کلینڈر-۲۰۲۲ء	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ ———— ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ———— ۷/روپے
پاکستان ———— ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی-۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

لینے کے ناخوش گوار واقعات بھی آنے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام جو دین رحمت وسعادت ہے اس نے ملک وسماج کی اس برائی کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنے کی پرزور تلقین کی ہے اور رشوت وگھوس خوری کرنے والے کو جہنم کی وعید شدید سنائی ہے۔ چنانچہ ارشاد گرامی نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''الراشی والمرتشي في النار''. (الترغیب والترہیب للمنذری) کہ رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا جہنمی ہے، گویا یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اس سے افراد ہی برباد نہیں ہوتے بلکہ یہ نظام ملک وملت کو بھی تباہ وبرباد کردیتی ہے۔ پھر اگر نظام عدل اور عدلیہ کو بھی یہ مرض لاحق ہوگیا تو پھر سمجھنا چاہئے کہ ملک ومعاشرہ کو تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

اس سلسلہ کی ایک اور بہت بڑی رکاوٹ منصب وجاہ کا بیجا استعمال بھی ہے، جو انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں ہونے دیتا، بلکہ انصاف کا خون ہو کر رہ جاتا ہے۔ حقدار کو حق ملنے اور مظلوم کو بدلہ اور انصاف ملنے کے بجائے الٹے ظالم وغاصب اور بے ایمان کے حق میں فیصلہ صادر ہو جاتا ہے، یا کم از کم کیس کو کمزور کر دیا جاتا ہے۔ یا پھر مقدمہ ہی خارج اور ملتوی کر دیا جاتا ہے اور کبھی کبھی اس کو نافذ کرنے میں حیلہ وحجت اور لیت ولعل سے کام لیا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک عظیم خانوادے کی صاحبزادی پر چوری کا الزام تھا، جرم ثابت ہونے پر ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ صادر ہوا، مگر اس فیصلے سے اس عظیم خاندان کی ناک کا مسئلہ اور اس کی عزت خاک میں ملنے کا سانحہ درپیش ہونا لازم آرہا تھا لیکن چونکہ اس فیصلہ کے عدم نفاذ سے نظام قضاء ومحکمہ اور فیصلہ وانصاف پر ضرب پڑتی نظر آرہی تھی۔ اس لیے سماج ومعاشرہ کے امن کو برقرار رکھنے اور عدل وانصاف کے جھنڈے کو بلند رکھنے کے لیے سارے اپروچ اور سفارشوں کو بالائے طاق رکھ کر اس حوالے سے تاریخی رولنگ دے دی گئی کہ یہ شریف زادی تو کجا ''ولو أن فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها'' (ابوداؤد) کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ سے بھی اگر چوری سرزد ہو جاتی تو عدل کا دستور ہے کہ اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیا جاتا۔

فاطمہ بنت محمدؐ بھی اگر چوری کرے
عدل کا دستور ہے کہ ہاتھ کاٹا جائے گا

انصاف کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں سے ایک بڑی رکاوٹ خاندانی ونسلی اور طبقاتی امتیاز بھی ہے جس کی وجہ سے اکثر حق وانصاف کا خون ہوتا نظر آتا ہے۔ طاقت ور بچ جاتا ہے اور کمزور سولی چڑھ جاتا ہے۔ یا پھر اگر کسی وجہ سے طاقت ور مجرم قرار بھی پا جاتا ہے تو پولیس انتظامیہ کے لیے اس کے خلاف ایکشن لینا آسان نہیں ہوتا ہے، نتیجتاً ملک وسماج میں بدامنی پھیلتی ہے اور جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا چلن ہونے کی وجہ سے ملک وسماج میں طبقاتی ونسلی تصادم و کشمکش کے خونیں واقعات سامنے آنے لگتے ہیں۔ اسلام نے اس صورت حال پر قدغن لگاتے ہوئے سب سے پہلے ان سارے امتیازات کو مٹایا اور برملا اعلان کر دیا کہ زندگی کے کسی شعبے اور مرحلے میں کسی کو خاندان یا نسل، ذات پات کی وجہ سے کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ ''**ولا فضل لعربي على عجمي و لا لعجمي على عربي ولا لابيض على اسود ولا لاسود على ابيض الا بالتقوى الناس من آدم وآدم من تراب،** ''۔ (زاد المعاد) ''نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر، نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ کسی گورے کو کسی کالے پر، نہ کسی کالے کو کسی گورے پر فضیلت حاصل ہے سوائے تقوی کے۔ سارے انسان ایک آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے''۔

فی زمانہ انصاف کی راہ کی ایک بڑی وجہ عدلیہ میں سیاست وحکومت اور دولت کا بے جا تدخل ہے۔ انصاف کے اداروں میں جب سیاسی اداروں کا عمل دخل ہونے لگتا ہے تو عدلیہ کے فیصلے عموماً غیر منصفانہ ہونے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عدلیہ کو سیاست وحکومت سے الگ رکھا ہے اور اس کی آزادی کو ملک وسماج کے مفاد میں قرار دیا ہے۔ اس نے تصور دیا ہے کہ قاضی وقت کے حکمراں کو بھی ضرورت پڑنے پر عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر سکتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں اس کی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں۔

اس لیے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ملک ومعاشرہ میں امن وقانون کی بالادستی قائم رہے اور انصاف کے تقاضے پورے ہوں تو سب سے پہلے عدلیہ کو رشوت ستانی، جاہ ومنصب کے غلط استعمال، نسلی وطبقاتی امتیاز اور حکومتی وسیاسی مداخلت جیسی رکاوٹوں سے پاک وصاف کرنا ہوگا۔ ساتھ ہی انصاف کے عمل کو آسان بنانا ہوگا اور مجرموں کو بلا تاخیر قرار واقعی سزا دینی ہوگی۔ نیز سماج ومعاشرہ میں حق وانصاف کی پاسداری اور ناانصافی وظلم سے کنارہ کشی کے تئیں بیداری پیدا کرنی ہوگی۔ منبر ومحراب سے حق وانصاف کی اہمیت وضرورت واضح کرنی ہوگی اور مختلف وسائل اختیار کر کے ظلم وناانصافی کی خرابیوں اور مضرتوں سے لوگوں کو آگاہ کرنا ہوگا۔ اور ہر مجلس اور محفل میں یہ باور کرانا اور سب کو اس بات کا خوگر بنانا ہوگا کہ وہ حق وانصاف کی راہ میں کسی بھی طرح اور کوئی بھی حربہ اختیار کر کے حائل نہ ہوں۔ قرآن کریم کا صاف اعلان ہے۔ ''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ '' (المائدۃ:۸) ترجمہ ''اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کر دے، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ

تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔‘‘

آج کا المیہ یہ ہے کہ قرابت و وجاہت اور دولت کی بنیاد پر کتنے ہی کیس دبا دیئے جاتے ہیں۔ اور ہر آدمی حسب حیثیت اپنے اس بیجا اپروچ اور تعلق کو بھنانے اور اس کے ذریعہ اپنے متعلقین کا کام بنانے کا خواہاں اور اس پر عمل پیرا ہے۔ لیکن اپنے بلند بانگ دعوؤں اور انصاف کے لیے آواز بلند کرنے میں پیش پیش ہے۔ ہر آدمی دوسروں کا گریباں پکڑنے کے لیے بے تاب ہے۔ اس کے بغیر اس کا ایمان باقی ہی نہیں رہتا اور نہ امر بالمعروف والنھی عن المنکر کا فریضہ ادا ہو پاتا ہے۔ مگر وہ خود اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنے کا روادار نہیں ہے۔ بھلا بتاؤ کہ ایسے میں انصاف کیسے ملے اور لوگ امن وچین سے کیسے جئیں؟۔

دین اسلام نے حق وانصاف کا بول بالا عملا وقانونا کیا ہے۔ آج دنیا کو اسی کی ضرورت ہے اور ان ہی بنیادوں پر پُرامن، صالح، پرسکون اور خوشگوار ملک و معاشرہ پروان چڑھ سکتا ہے۔ ورنہ اگر ظلم وناانصافی کا یہی حال رہا جسے ہم اپنے وطن عزیز اور دیگر بہت سے ممالک و بلدان میں اور خود مسلم معاشرے میں دیکھ رہے ہیں تو وہ دن دور نہیں جب اللہ جل شانہ مزید ظالم لوگوں کو ہم پر مسلط فرما دیں گے۔ پھر زمین شر وفساد کا مرکز ومحور بن جائے گی۔ شروع میں یہ بات عرض کی گئی تھی کہ مجرموں اور ملزموں کی دھڑ پکڑ سے جہاں امن وامان قائم رہتا ہے وہیں یہ بات بھی عرض کرنی ضروری ہے کہ بے قصوروں کی گرفتاری اور ان کو ناکردہ گناہوں کی پاداش میں سزا دینا اور رسوا وبدنام کرنا ایک بھیانک جرم ہے اور جس کی سزا عنداللہ وعندالناس بہت سخت ہے۔ اس لیے یہ بات جو کہی جاتی ہے بلکہ عدل وانصاف کی دنیا میں مسلمات میں سے مانی جاتی ہے کہ کوئی مجرم اگر شبہے کی بنیاد پر چھوٹ جائے تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ کسی بے قصور کو سزا دی جائے، میرے خیال میں یہ بات جس قدر بھی درست ہو اور عدل وانصاف کے قریب تر ہو لیکن ایسا مجرم جو معاشرہ کے امن وامان کو سبوتاژ کرنے والا ہو اور جس کی حیثیت اس مچھلی کی سی ہو جو سارے تالاب کو گندا کرنے والی ہو وہ کسی بھی شکل میں بچ جائے، یہ کسی بھی طرح قرین عقل ومصلحت عامہ نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لیے معاشرہ وملک کے امن کو بحال رکھنے کے لیے اصل قصوروار کو کیفر کردار تک پہنچانا اور لوگوں کو ظلم وتعدی سے باز رکھنے کے لیے مجرم کو سزا دینا ضروری ہے۔ ایسا کرنے سے انصاف اور نظم وضبط کے تقاضے پورے ہوں گے۔ اس لیے کسی بے قصور کو مورد الزام ٹھہرانا اور اس پر فرد جرم عائد کرکے اس کو سزا کا مستحق گردانا بھیانک جرم اور انتہائی ظلم وناانصافی ہے۔

بلاشبہ ایک بے قصور، معصوم اور لاتعلق انسان پر الزام منڈھنا اور اسے متہم کرنا بہت بڑا گھناؤنا کام اور پاپ کا گھڑا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: وَ مَـــــنْ یَّـکْسِبْ خَـطِیْٓـئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِهٖ بَرِیْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْـــنًـــا (النساء:۱۱۲) ’’اور جو شخص کوئی گناہ یا خطا کرکے کسی ناکردہ گناہ کے ذمہ تھوپ دے اس نے بہت بڑا بہتان اٹھایا اور کھلا گناہ کیا‘‘۔

خصوصا معاملے کی قباحت وشناعت اور مضرت اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب دوسروں کا ظلم بے قصوروں پر ڈال دیا جائے یا خود غلط کار انسان اپنے جرائم کا ٹھیکرا دوسروں کے سر پھوڑ کر دوہرے جرم کا ارتکاب کرنے لگے۔ اس وقت معاشرے سے بھلائی ختم ہوجاتی ہے اور اس میں طرح طرح کے شر وفساد جنم لینے لگتے ہیں، ظلم وزیادتی کا دوردورہ شروع ہوجاتا ہے اور اس کا امن وچین چھن جاتا ہے۔ بدامنی وانارکی کی تصویر اس وقت اور بھیانک ہوکر سامنے آتی ہے جب کسی کو محض آپسی عناد، نسلی تعصب، خاندانی حسد اور باہمی عداوت کی وجہ سے اور رنگ ونسل اور مذہب وملت کے نام پر ملزم بنا دیا جائے اور مجرم کے کٹہرے میں کھڑا کرکے رسوائی وبدنامی کی دوہری مار ماری جائے۔ یہ کام خواہ کوئی فرد کرے یا جماعت، کوئی حکومت کرے یا عوام بہرحال خالق ومخلوق سب کی نگاہ میں دوہرا جرم ہے۔ اور ایسا شخص اگر خدانخواستہ کسی دین یا دھرم کا نام لیتا ہے تو وہ اپنے مذہب وملت کی بدنامی اور اس کے ماننے والوں کی رسوائی کا مجرم وقصوروار ہے۔

اس حوالے سے پروپیگنڈہ مشنریوں اور ذرائع ابلاغ واعلام اور میڈیا کے منفی اور امتیازی کردار کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ان دنوں میڈیا ٹرائل کے ذریعہ دانستہ یا نادانستہ حقائق کو چھپانے، ثبوت کو مٹانے، انصاف کا گلا دبانے اور غلط فہمیاں پھیلانے کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے اور اس طرح معاملہ عدالت میں جانے اور کورٹ کے فیصلہ سنانے سے قبل ہی کسی کو ناحق خاطی ومجرم اور کسی کو معصوم وبے قصور ثابت کردیا جاتا ہے۔ جو سراسر ظلم اور انصاف کے عمل کو سبوتاژ کرنے والا ہے۔

اس سلسلے میں جذبہ انتقام اور ردعمل کا بھی بڑا دخل ہوتا ہے۔ ظلم وزیادتی خواہ جس کسی پر بھی ہو وہ لائق مذمت ہے، لیکن ردعمل اور انتقام کے جذبے سے اٹھ کھڑا ہونا بہت بڑا قبیح عمل اور جاہلیت اولی کی یادگار ہے۔ خواہ یہ کام کسی بھی ملک وملت کے لوگ کریں، وطن عزیز میں ہو یا بنگلہ دیش میں ہو یا تریپورہ میں اور اس کے مرتکب ہندو ہوں یا مسلمان، انتقامی جذبے سے کیا گیا کام لائق مذمت اور موجب تلافی مافات ہے۔ ایسے تعصب، انتقام در انتقام اور ردعمل کے کام کو جلد از جلد بند کرنے اور کرانے کی ذمہ داری حسب حیثیت عوام وخواص اور حکومتوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کا علم بردار اور عدل وانصاف کا پاسدار بنائے۔ آمین

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

ذکر الٰہی - سکون قلب کا آسمانی نسخہ

مولانا خورشید عالم مدنی، پٹنہ

ذکر الٰہی کے خوشگوار اثرات، بہترین ثمرات، قابل صد رشک نتائج وفوائد انسانی زندگی پر ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسا عظیم وجلیل عمل ہے جس سے دنیا و آخرت کی کامیابی ملتی ہے، گناہ بخشے جاتے ہیں، نیکیاں حاصل ہوتی ہیں، دلوں کو سکون، دماغ کواطمینان اور ذہن کوراحت وتسکین ملتی ہے۔ یہ رضائے الٰہی کا زینہ ہے،قرب الٰہی کا ذریعہ ہے اور عذابِ الٰہی سے نجات، آفات و مصائب سے تحفظ کا مؤثر ہتھیار ہے۔

جس طرح انسانی جسم کو اگر غذا نہ ملے یا ناقص غذا ملے تو جسم بیمار ہوجاتا ہے اور وہ بیمار انسان اس کے علاج کے لیے ڈاکٹر، حکیم کی طرف رجوع کرتا ہے اسی طرح اگر روح کو غذا نہ ملے یا ناقص ملے تو یہ بھی بیمار ہوجاتی ہے اور اگر اس کا علاج نہیں کیا جائے تو دنیا وآخرت برباد ہوجاتی ہے۔ واضح رہے کہ روح کی غذا اور اس کا علاج صرف اور صرف اللہ تعالی کو یاد کرنے اور کثرت سے اس کا ذکر کرنے میں ہے۔جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رب العالمین نے فرمایا اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ اَ لَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ (الرعد:28)"جولوگ اہل ایمان ہوتے ہیں اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔آ گاہ رہیے کہ اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو اطمنان ملتا ہے۔'' ذکر عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی یاد کرنا، کسی شئی کو بار بار ذہن میں لانا اور دل وزبان سے یاد کرنا ہے۔ ذکر الٰہی یاد الٰہی سے عبارت ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اور ہر حالت میں اپنے محبوب حقیقی کو یاد رکھے، کبھی اس کی یاد سے غافل نہ ہو اور یہ انسانی فطرت بھی ہے کہ وہ اس چیز کو ہمیشہ یاد کرتا ہے جس کے ساتھ اس کا لگاؤ ہوتا ہے، کسی صورت میں بھی اسے بھلانے کے لئے تیار نہیں ہوتا جس کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہوتا ہے۔

یہ ذکر ہر عبادت کی اصل اور اس کا مقصود ہے۔کوئی بھی عبادت اور نیکی اللہ تعالی کے ذکر اور یاد سے خالی نہیں، اسی لئے ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ ذکر واذکار کرتے رہیں، ہمیشہ اپنی زبانیں ذکر الٰہی سے تر رکھیں۔ یہ عمل اللہ کے یہاں محبوب ترین عمل ہے اور یہ عمل بندے کو اللہ سے بے انتہا قریب کر دیتا ہے، اور اس عمل کے کرنے والے (ذکر الٰہی میں مشغول افراد) کو اللہ بھی یاد رکھتا ہے اور اس کا ذکر خیر عالم بالا میں کرتا ہے۔ اللہ تعالی فرشتوں کو گواہ بناتا اور ان کی مغفرت فرماتا ہے، اور خلوت میں ذکر الٰہی پر اشکبار ہونے والوں کے لیے قیامت کے دن عرش الٰہی کی بشارت ہے، جس دن عرش کے سائے کے علاوہ کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔فرمان نبوی کو یاد رکھیں احب الأعمال الى الله ان تموت و لسانه رطب من ذكر الله (صحيح الجامع الصغير:163)"اللہ تعالی کو یہ عمل بہت پیارا لگتا ہے کہ تو اس حال میں وفات پائے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو"

اللہ تعالی نے نماز کو ذکر کہا فرمایا فَاسۡعَوۡا اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ (الجمعۃ:9)"اللہ کے ذکر (نماز) کی طرف جلدی آجایا کرو" اور ہر حال میں اسے اور کثرت سے ذکر کرنے کا حکم دیا۔ارشاد باری ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوا اللّٰهَ ذِكۡرًا كَثِيۡرًا (احزاب:41)فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّعَلٰى جُنُوۡبِكُمۡ (النساء:103) یعنی "دن ہو یا رات، سفر ہو یا حضر، بیمار ہوں یا تندرست، کھڑے ہوں یا بیٹھے اور لیٹے ہر حالت میں اللہ تعالی کا ذکر کرنا چاہیے"۔

اور اس کی فضیلت واہمیت بیان کرتے ہوئے نبی محترم نے فرمایا ألا أنبئكم بخير أعمالكم، وازكاها عند مليككم وأرفعها في درجاتكم، وخير لكم من انفاق الذهب والورق، وخير لكم من أن تلقوا عدوكم فتضربوا أعناقهم، ويضربوا أعناقكم؟ قالوا: بلى قال: ذكر الله قال معاذ بن جبل رضى الله عنه: ماشئى أنجي من عذاب الله، من ذكر الله. (صحیح سنن الترمذی:2688) " کیا میں تم کو بہتر عمل نہ بتاؤں جو تمہارے رب کے یہاں بڑا ہی پاکیزہ اور تمہارے درجات میں سب سے زیادہ بلند ہے اور تمہارے لئے سونے اور چاندی کے خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے اور تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہے کہ تم دشمن سے ملو اور تم ان کی گردنیں اُڑا دو اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ضرور بتائیں آپ نے فرمایا:"وہ اللہ تعالی کا ذکر ہے" معاذ بن جبلؓ نے فرمایا: اللہ تعالی کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ کے عذاب سے نجات نہیں دیتی"۔

مثل الذى يذكر ربه والذى لا يذكر ربه مثل الحى والميت (بخاری، کتاب الدعوات:640)"اس انسان کی مثال جو اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا زندہ اور مردہ شخص کی سی ہے"۔

قرآن مجید کے بیشتر مقامات میں ذکر الٰہی کے تذکرے، ذکر کرنے والوں کی تعریف اور اس سے غفلت کی ممانعت کی گئی ہے اور ذکر کی فضیلت کے تعلق سے سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ اللہ تعالی خود اُن لوگوں کا ذکر کرتا ہے جو اسے یاد کرتے ہیں فَاذۡكُرُوۡنِىۡٓ اَذۡكُرۡكُمۡ (بقرۃ:152)"پس تم لوگ مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد

رکھوں گا"۔

اسی طرح تمام اعمال صالحہ کا اختتام اسی ذکر پر کیا گیا ہے جیسے روزہ کے اختتام پرفرمایاوَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (البقرہ:185)"تاکہ تم روزے کے گنتی پوری کرلواورروزے پوری کر لینے کی توفیق وہدایت پرتکبیر کہواوراللہ کا شکرادا کرو"۔

اختتام حج پرفرمایافَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَ كُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا (البقرہ:200)"جب اپنے اعمال حج پورے کرلوتواللہ کواس طرح یادکروجس طرح اپنے باپ دادوں کو یادکرتے ہو یااس سے بھی زیادہ یاد کرو"۔

دشمن سے مقابلے کے وقت بھی اللہ کی یادکاحکم دیاگیایٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الانفال:45) "اے ایمان والو! جب دشمن کے کسی لشکر سے تمہاری مڈبھیڑ ہوتو ثابت قدمی سے کام لو اوراللہ کوخوب یادکروتاکہ تم کامیاب رہو"۔

واضح رہے کہ ذکرِ الٰہی کی فضیلت، عظیم قدرومنزلت، منافع کثیرہ و فوائدعظیمہ سے متعلق امام ابن القیم رحمہ اللہ کی نفیس تالیف الوابل الصیب من الکلام الطیب کاضرورمطالعہ فرمائیں، جس میں شیخ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ذکر کے سو سے زائد فائدے ہیں اورانہوں نے 70 سے زائدفوائد کا ذکرفرمایا ہے۔ جیسے یہ ذکر شیطان کو بھگاتا ہے، اس کے دل کوتوڑ دیتا ہےاورجذبات کوسرد کردیتا ہے۔ذکرالٰہی سے فرحت وسرور، راحت وطمانینت اورسکون واطمینان حاصل ہوتا ہے۔وہ فرماتے ہیں الذکر للقلب مثل الماء للسمک فکیف یکون حال السمک اذا فارق الماء (الوابل الصیب لابن القیم) قلبی طمانینت کے لیے ذکراسی طرح ضروری ہے جس طرح مچھلی کے لئے پانی ضروری ہے۔ذکر کے بغیرانسان کا دل اسی طرح بے چین وبےقرار رہتا ہے جس طرح ماہی بےآب"۔اسی طرح ذکرالٰہی سے غفلت برتنا یہ سنگدلی وقساوت قلبی کی علامت ہے۔اللہ کی رحمت سے محرومی کی نشانی ہے۔ایسے لوگوں پراُن کی زندگی ومعیشت بھی تنگ کردی جائے گی، شیاطین مسلط کر دیے جائیں گےاوروہ دونوں جہاں میں خسارےاورگھاٹے میں رہیں گے، اسی لیے رب العالمین ہمیں ذکرکاحکم دیتا ہےاورغفلت سے منع کرتا ہےوَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (الاعراف:205)یعنی"اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور عاجزی کے ساتھ صبح اورشام اپنے نفس میں اللہ تعالیٰ کا ذکرکرواوراس کی یاد سے غافل نہ ہو"۔

☆☆☆

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱)وہ طلباء جواعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اورانہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دواساتذہ کا تزکیہ اورصوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲)وہ ذمہ داران معاہد ومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یااس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعدتوصیہ حاصل کرسکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹرہیڈ پرتوصیہ کے لیے ذمہ دارادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب)متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج)جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د)جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ’’جریدہ ترجمان‘‘(اُردو)، ماہنامہ ’’اصلاح سماج‘‘(ہندی)، نیز ماہنامہ ’’دی سمپل ٹروتھ‘‘(انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراءاورقدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳)علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اورعہدہ صاف صاف لکھیں۔کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یااس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذرمقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جوحضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

قرآنی تعلیمات اور ہمارا معاشرہ

مولانا آصف تنویر تیمی

قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی رشد وہدایت کے لئے نازل کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''یہ قرآن ایسی کتاب ہے جسے ہم نے آپ پر نازل کیا ہے، تاکہ آپ لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے ظلمتوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائیں، انہیں اس اللہ کی راہ پر ڈال دیں جو بڑا زبردست، بڑی تعریفوں والا ہے''(ابراہیم:۱) قرآن کریم کی پیروی کرنے والا اور اس کے مطابق زندگی گزارنے والا دنیا وآخرت میں سعادتوں سے سرفراز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:''جو شخص میری ہدایت کی اتباع کرے گا، وہ دنیا میں گمراہ نہیں ہوگا، اور نہ آخرت میں تکلیف اٹھائے گا''۔(طٰہٰ:۱۲۳) اس کے برعکس جو شخص قرآن کریم سے اپنا رشتہ توڑ لیتا ہے اور اس کے احکام کی پامالی کرتا ہے ایسا شخص کو دنیا وآخرت کی بدبختی ہاتھ آتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اور جو شخص میری یاد سے روگردانی کرے گا، وہ دنیا میں تنگ حال رہے گا، اور قیامت کے دن اسے ہم اندھا اٹھائیں گے''۔(طٰہٰ:۱۲۴)

قرآن کریم پند ونصائح سے پُر ہے۔ ہم جس قدر اس کی آیتوں پر غور کریں گے دنیا وآخرت کی بھلائی، کامیابی اور کامرانی کی راہیں کھلتی چلی جائیں گی۔ کتاب عزیز میں ایسے فضائل اور محاسن ہیں جس کی مثال دوسری کتاب میں نہیں ملتی۔ ذیل کی سطروں میں چند اہم قرآنی تعلیمات کو بالاختصار ذکر کیا جا رہا ہے تاکہ ہمارے مسلمان بھائی اور بہنیں ان تعلیمات سے فیض یاب ہوں اور اپنی زندگی قرآنی اصولوں پر گزارنے کا جتن کریں۔ اس لئے کہ ہماری زندگی کا اصل مشن کتاب وسنت کی پیروی اور باطل افکار وخیالات سے یکسر اجتناب ہے۔

☆**اللہ پاک کی عظمت کا اقرار:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور تمام کائنات کی تدبیر کرنے والا ہے۔ اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، وہ سب اسی کی ملکیت ہے، کون ہے جو اس کی جناب میں بغیر اس کی اجازت کے کسی کے لئے شفاعت کرے، وہ تمام کچھ جانتا ہے جو لوگوں کے سامنے اور ان کے پیچھے ہے، اور لوگ اس کے علم میں سے کسی بھی چیز کا احاطہ نہیں کرتے ہیں، سوائے اتنی مقدار کے جتنی وہ چاہتا ہے، اس کی کرسی کی وسعت آسمانوں اور زمین کو شامل ہے، اور ان کی حفاظت اس پر بھاری نہیں، وہی بلندی اور عظمت والا ہے''۔(البقرۃ:۲۵۵)

☆**اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفتوں کی تعظیم:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ غائب وحاضر ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ وہ نہایت مہربان ہے۔ بے حد رحم کرنے والا ہے۔ وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ شہنشاہ ہے، ہر عیب سے پاک ہے، سلامتی دینے والا ہے۔ امن وسکون عطا کرنے والا ہے۔ سب کا نگہبان ہے۔ ہر چیز پر غالب ہے۔ شان کبریائی والا ہے۔ اللہ مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔ وہ اللہ پیدا کرنے والا ہے۔ ہر مخلوق کو اس کا وجود دینے والا ہے۔ اس کی صورت بنانے والا ہے۔ تمام پیارے نام اسی کے لئے ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں پائی جانے والی ہر چیز اسی کی پاکی بیان کرتی ہے۔ وہ زبردست، بڑی حکمتوں والا ہے''۔(الحشر:۲۲-۲۴)

☆**سچا ایمان اور خالص توحید نجات اور سکون کا باعث ہے:** اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:''اللہ تم میں سے ایمان والوں اور اہل علم کے درجات بلند کرے گا''۔(المجادلہ:۱۱) دوسری جگہ فرمایا:''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا، انہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر ہیں''۔(الأنعام:۸۲)

☆**بلا اخلاص کے عبادت قبول نہیں:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لئے عبادت کو خالص کریں، یکسو ہوکر''۔(البینۃ:۵) دوسری جگہ فرمایا:''تو جو شخص اپنے رب سے ملنے کا یقین رکھتا ہے، اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے، اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے''۔(الکہف:۱۱۰)

☆**شرک سے نفرت:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:'' بلا شبہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے''۔(لقمان:۱۳) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''بے شک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے، اور اس کے علاوہ گناہوں کو جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے''۔(النساء:۴۸)

☆**جادو اور جادوگر سے اجتناب کلی:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اور سلیمان نے کفر نہیں کیا، بلکہ شیاطین نے کفر کیا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے، اور اس چیز کے

پیچھے ہولئے جو بابل میں ہاروت وماروت دوفرشتوں پر اتاری گئی، اور وہ دونوں کسی کو جادوسکھانے سے پہلے بتادیا کرتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش کے طور پر بھیجے گئے ہیں، اس لئے کفر نہ کرو''۔(البقرۃ:۱۰۲)

اس آیت کی تفسیر میں معروف مفسر علامہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:''یہاں یہود کی ایک گمراہی کا بیان ہے کہ انہوں نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا، اور شیطانوں سے جادوسیکھنا شروع کردیا، اس آیت کی تفسیر میں علمائے تفسیر کے کئی اقوال ہیں، میں ان میں سے دوقول یہاں ذکر کرتا ہوں:

پہلا قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد شیاطین نے ان کی کرسی کے نیچے مدفون لکھی ہوئی چیزوں کو نکالا، اور ہر دوسطر کے درمیان جادو اور کفر کی باتیں لکھ ڈالیں، اور لوگوں میں مشہور کردیا کہ سلیمان علیہ السلام اسی سحر کی بدولت بادشاہ بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ جاہل یہودیوں نے ان کو ساحر کہا، اور ان پر کفر کا الزام لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان شیاطین کی تکذیب کی اور بتایا کہ سلیمانؑ ساحر نہیں تھے، اور کفر کا ارتکاب نہیں کیا تھا، بلکہ شیاطین نے کفر کی راہ اختیار کی، اور لوگوں کو سحر سکھلایا......دوسرے قول کے مطابق (شیاطین) سے مراد انسانوں کے شیاطین ہیں، اور وہ لوگ''جو کچھ بیان کرتے تھے'' سے مراد قصے اور خرافات ہیں۔ اور''سلیمان نے کفر نہیں کیا'' سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے بتوں کی پرستش نہیں کی۔ اور ﴿ولکن الشیاطین کفروا﴾ میں کفر سے منزل من اللہ آیتوں کا انکار، یا غیر اللہ کی عبادت، جادو سیکھ سکھا کر کفر کا ارتکاب ہے۔''
(تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن، صفحہ ۵۹ تفسیر کا جزوی حصہ)

☆**عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اور آپ یقیناً عظیم اخلاق والے ہیں''(القلم:۴)۔ مزید فرمایا:''اور ہم نے آپ کو پوری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے''۔(الأنبیاء:۱۰۷)

☆**اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اور اللہ اور رسول کی اطاعت کروتا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔(آل عمران:۱۳۲) اور فرمایا:''اور اگر تم لوگ ان کی اطاعت کروگے تو راہ راست پر آجاؤگے''۔(النور:۵۴)

☆**محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں۔'' (الأحزاب:۶) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''آپ کہئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان، اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرلو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے کر آجائے، اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا''۔(التوبہ:۲۴)

اس وقت مسلمانوں کے مابین شرک اور بدعات وخرافات کی بہت ساری قسمیں محض محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر رائج ہیں۔ ان گنت لوگ محبت رسول کا معنی اور مطلب ہی نہیں سمجھتے جس کی وجہ سے بجائے وہ ثواب حاصل کرپانے کے اپنے اعمال کی بنیاد پر گنہگار ٹھہرتے ہیں۔ مہینوں کی اکثر بدعات اسی قبیل سے ہیں۔ بالخصوص ماہ صفر، ربیع الأول اور محرم میں تعزیہ کے نام پر جو کچھ محبت کے نام پر کیا جاتا ہے اس کے بدعت ہونے میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے۔ لیکن کچھ مسلمان اتنے سادہ لوح اور انجان ہوتے ہیں کہ محبت کے نام پر ہر قسم کے غیر شرعی امور کو کر گزرتے ہیں۔

☆**آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم:** اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:''اے میرے نبی! ہم نے بے شک آپ کو گواہ اور خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ مومنو! تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اللہ کے دین کو قوت پہنچاؤ اور اس کی تعظیم کرو، اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کرو''۔(الفتح:۸/۹) دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اے ایمان والو! نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو، اور ان کے سامنے بلند آواز سے اس طرح بات نہ کرو جس طرح تم میں سے بعض بعض کے سامنے اپنی آواز بلند کرتا ہے، ورنہ تمہارے اعمال اکارت ہوجائیں گے، اور تم اس کا احساس بھی نہ کرسکوگے''۔(الحجرات:۲)

☆**رسالت کی عمومیت:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اور ہم نے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے''۔(سبأ:۲۸) اور فرمایا:''اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو قبول کرو، اور اس پر ایمان لاؤ''۔(الأحقاف:۳۱)

☆**ختم نبوت کا اعلان:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''محمد تم لوگوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، وہ تو اللہ کے رسول اور انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں''۔(الأحزاب:۴۰) اس آیت میں اس بات کا صاف اعلان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ نبیوں کا مبارک سلسلہ آپ پر ختم ہوچکا ہے۔ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرب قیامت نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوں گے۔ اور واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی مردوں اور عورتوں میں سے کچھ نے یہ دعوی بھی کیا، پھر سب زمانے کی نذر ہوگئے۔ ایسے لوگوں کے باطل افکار ونظریات اور دجل وفریب کو دنیا نے بھانپ لیا۔ برصغیر میں بھی بعض ناعاقبت اندیشوں نے یہ جرأت کی بالخصوص غلام احمد قادیانی نے جس کے تاروپود کو علامہ ثناء

اللہ امرتسریؒ اوران کے شاگردوں نے بکھیر دیا۔ختم نبوت کے موضوع پر مایہ ناز تاریخ نویس ڈاکٹر بہاءالدین صاحب نے ''تحریک ختم نبوت'' کے عنوان سے کئی جلدوں پر مشتمل کتاب بلکہ ایک سیریز شائقین کے لئے تیار کی ہے، معلومات سے پر ان کتابوں کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔اب بھی ہندوستان کے مختلف گوشے میں قادیانی اپنے باطل افکار وخیالات کی نشر واشاعت میں کوشاں ہیں، ایسے لوگوں کے افکار کی تردید دلائل وبراہین کی روشنی میں نہایت ضروری ہے۔

دعوت فکر ونظر: اللہ تعالی نے فرمایا:''آپ نظر ڈال لیجئے، کیا آپ کو کوئی شگاف نظر آتا ہے، پھر آپ باربار نظر ڈال لیجئے''۔(الملک:۳-۴) اللہ تعالی نے فرمایا:''کیا وہ لوگ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کیسی عجیب شکل میں پیدا کئے گئے ہیں۔اور وہ آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کہ اسے اوپر اٹھا دیا گیا ہے۔اور پہاڑوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح گاڑ دیئے گئے ہیں۔اور زمین کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح بچھادی گئی ہے''۔(الغاشیۃ:۱۷-۲۰)

بلا دلیل کچھ نہیں: دین کی بنیاد کتاب وسنت کے دلائل پر قائم ہے۔اور اسی پر اجر وثواب کا انحصار ہے۔چنانچہ کوئی شخص دین کے نام پر ایسا عمل کرتا ہے جس پر کوئی دلیل نہیں تو اس کا وہ عمل بے سود ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:''اگر سچے ہو تو مجھے کسی علم وآگہی کی خبر دو''۔(الأنعام:۱۴۳) دوسری جگہ اللہ تعالی نے فرمایا:''آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ''۔دلائل کے نام پر آج کل بہت سارے لوگ دھوکہ بھی دیتے ہیں۔دلائل کے نام پر ایسے اقوال کو پیش کیا جاتا ہے جس کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔دلیل کے طور پر صرف حدیث کہہ کر کسی قول کو پیش کردینا کافی نہیں ہے، بلکہ اس کی صحت اور حیثیت کو بھی پرکھنا ضروری ہے۔اس ناحیہ سے علامہ محمد ناصرالدین البانی رحمہ اللہ نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ان کی جملہ کتابوں سے استفادہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، جب کہ ہر چہار طرف دلائل کے نام پر عوام کو بیوقوف بنانے کی سعی نامسعود کی جارہی ہے۔اور قرون مفضلہ سے اہل وسنت والجماعت کا یہی منہج رہا ہے کہ کتاب وسنت کے دلائل ہی دین وایمان کی بنیاد ہیں ان کے علاوہ دین کا تصور ممکن نہیں۔

☆**تواضع وخاکساری:** اللہ تعالی نے فرمایا:''اور رحمٰن کے بندے وہ لوگ ہیں جو زمین پر نرمی اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب نادان لوگ ان کے منہ لگتے ہیں تو سلام کرکے گزر جاتے ہیں''۔(الفرقان:۶۳) اور اللہ تعالی نے فرمایا:''اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا، تو اللہ تعالی عنقریب ایسے لوگوں کو لائے گا جن سے اللہ محبت کرے گا، اور وہ اللہ سے محبت کریں گے اور مومنوں کے لئے نرم خو اور کافروں کے لئے سخت ہوں گے''۔(المائدہ:۵۴)

☆**آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق:** کتاب وسنت کے دلائل سے یہ بات معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے بلند اخلاق تھے۔چنانچہ ہر مسلمان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اخلاق وکردار میں آپ کی پیروی کرے، اور ہر اس عمل سے بچے جو بداخلاقی کے زمرے میں آتا ہو۔اللہ تعالی نے آپ کے حلم اور صبر سے متعلق فرمایا:''اور غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کردینے والے ہوتے ہیں۔اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے''۔(آل عمران:۱۳۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:''جو شخص غصہ پی جائے جب کہ وہ اس پر عمل درآمد کی قدرت رکھتا ہو تو اللہ اسے قیامت کے دن برسر مخلوق بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ جنت کی حورعین میں سے جسے چاہے منتخب کرے''۔(سنن ابو داؤد، حدیث نمبر ۴۷۷۷، حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے)

عفو ودرگزر بھی اچھے اخلاق کی پہچان ہے اللہ تعالی نے فرمایا:''پس آپ انہیں معاف کر دیجئے، اور درگزر کر دیجئے، بے شک اللہ احسان اور بھلائی کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے''۔(المائدہ:۱۳) اور فرمایا:''پس تم لوگ عفو ودرگزر سے کام لو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیج دے''۔(البقرۃ:۱۰۹) اور فرمایا:''اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا، جن لوگوں نے دین کے بارے میں تم سے جنگ نہیں کی، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔(الممتحنۃ:۸) ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ آسان ہی کو اختیار فرمایا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا۔اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ سب سے بڑھ کر اس سے دور ہونے والے ہوتے تھے۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا، سوائے اس کے کہ اللہ کی حرمتوں کی پامالی ہوتی ہو، تو اس میں اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے''۔(رواہ ابوداؤد فی السنن، بسند صحیح، وأخرجہ البخاری فی الصحیح أیضا)

☆**عدل وانصاف:** عدل وانصاف ایسا کارگر ذریعہ ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالی ظالموں کو بھی حکومت وسلطنت عطا کردیتا ہے۔عدل وانصاف کا معاملہ ہمیں اپنوں، غیروں یہاں تک کہ دشمنوں کے ساتھ بھی اختیار کرنا چاہئے۔اللہ تعالی نے فرمایا:''بے شک اللہ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے''۔(النحل:۹۰) اور فرمایا:''اور جب بھی کوئی بات کہو تو انصاف کے ساتھ کہو چاہے اس کی زد کسی رشتہ دار پر ہی کیوں نہ پڑے''۔(الأنعام:۱۵۲) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ ڈالتے، جس کا نام نکل آتا وہ آپ کے ساتھ سفر میں جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر زوجہ کو اس کی باری کا دن اور رات دیتے، سوائے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے، انہوں نے اپنا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا''۔(أخرجہ ابو داود، بسند صحیح، برقم:۲۱۳۸) وہ لوگ اپنا جائزہ لیں جو دوسروں کا مال ناحق حاصل کرنے یا اپنے عزیزوں کو خوش کرنے کے لئے ظلم وزیادتی کرتے اور اللہ کی زمین پر فساد مچاتے ہیں۔

☆**ذات برادری:** اللہ تعالی کا فرمان ہے:''بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے معزز وہ ہیں جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہیں''۔(الحجرات:۱۳) اور فرمایا:''پس جب صور پھونک دیا جائے گا، اس دن ان کے درمیان نہ کوئی رشتہ داری رہے گی، اور نہ وہ ایک دوسرے کا حال پوچھیں گے''۔(المومنون:۱۰۱)

معلوم ہوا کہ اسلام میں اصل اعتبار دین اور دینداری کا ہے، ذات برادری کا وجود تو ہے مگر اس کا مقصد اونچ نیچ نہیں بلکہ ایک دوسرے کی پہچان ہے۔ لیکن بدقسمتی سے آج مسلمانوں نے خاندانی نظام کو غیر مسلموں کی طرح عزت اور ذلت کا معاملہ بنالیا ہے۔ آپس میں لکیریں کھینچ لی ہیں۔ معاملات بھی اسی غیر اسلامی نظام کے مطابق طے پاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اسلامی بھائی چارہ ختم ہو رہا ہے۔ ہر چیز کو ذات برادری کے عینک سے دیکھا جاتا اور اسی بنیاد پر فیصلے کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ اسلامی تعلیمات کے بالکل برعکس ہے۔ نبوت کے بعد اس قسم کی جہالت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جڑ سے کاٹ دیا تھا، مگر جہالت دوبارہ زندہ ہوگئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درجنوں واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اسلام کی خاطر اپنے باپ بھائی اور قریبی رشتہ داروں کی پروا نہ کی۔ مہاجرین اور انصار صحابہ کرام کی دوستی اور ان کا تعلق احادیث اور سیرت کی کتابوں میں درج ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام موجودہ خاندانی تفریق کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا، ایک مسلمان کے نزدیک سب سے اہم چیز دینی اور اسلامی اخوت ہے۔

☆**صبر اور اللہ سے اجر کی امید:** اللہ تعالی کا فرمان ہے:''بے شک (اللہ کی راہ میں) صبر کرنے والوں کو ان کے صبر کا بے حساب اجر دیا جائے گا''۔(الزمر:۱۰) اور فرمایا:''بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روک، اور تجھے جو تکلیف پہونچے اس پر صبر کر، بے شک یہ سارے کام بڑے ہمت کے اور ضروری ہیں''۔(لقمان:۱۷)

☆**ذہانت وفراست:** اللہ تعالی نے فرمایا:''اور آپ ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو یاد کیجئے جو قوت وبصیرت والے تھے''۔ اس آیت کے ضمن میں علامہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:''اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ داود، سلیمان اور ایوب کی طرح ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے حالات کو بھی یاد کیجئے جو ہماری طاعت وبندگی میں بڑی قوت کا مظاہرہ کرتے تھے، اور دین کی سمجھ رکھتے تھے اور اسرار شریعت سے خوب واقف تھے۔ اور چونکہ یہ سب ہر دم فکر آخرت میں لگے رہتے تھے، اس کی کامیابی کے لئے کوشاں رہتے تھے، اور لوگوں کو اسی کی دعوت دیتے تھے، اور دنیا اور اس کی لذتوں پر دھیان نہیں دیتے تھے، اس لئے ہم نے انہیں اپنی خالص حقیقی محبت کے لئے خاص کر لیا تھا۔ اور یہ سب ہمارے نزدیک برگزیدہ اور اصحاب خیر تھے''۔(تیسیر الرحمٰن، ص۱۲۸۳)

☆**سچائی اور امانت داری:** اللہ تعالی نے فرمایا:''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ''۔(التوبہ:۱۱۹) اور فرمایا:''پس اگر تم میں سے کوئی کسی پر بھروسہ کر لے، تو اسے (جس پر بھروسہ کیا گیا ہے) چاہئے کہ اس کی امانت ادا کر دے''۔(البقرۃ:۲۸۳) موجودہ زمانے میں جھوٹ اور بددیانتی کا جو دور دورہ ہے وہ انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ ہر شخص سامنے والے سے خائف ہوتا ہے۔ کسی پر اعتماد کرنا آسان نہیں ہے۔ امانت داری اور سچائی کے فقدان کی وجہ سے محتاجوں کا تعاون بھی معاشرہ سے ختم ہو رہا ہے۔

☆**ایفائے عہد:** وعدہ کو پورا کرنا مومن کی علامت اور وعدہ کر کے پلٹ جانا منافق کی پہچان ہے۔ اسلام نے اغیار کے معاملے میں بھی عہد کو پورا کرنے کی تلقین کی ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:''ہاں مگر وہ مشرکین جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے اور انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی ہے اور تمہارے خلاف کسی کی مدد بھی نہیں کی ہے، تو تم ان کے ساتھ کئے گئے معاہدہ کی مقررہ مدت پوری کرو، بے شک اللہ تقوی والوں کو پسند کرتا ہے''۔(التوبہ:۴) اور فرمایا:''جو لوگ اللہ سے لئے گئے وعدے کو پورا کرتے ہیں اور عہد شکنی نہیں کرتے ہیں''۔الرعد:۲۰)

☆**رحم وکرم:** اللہ تعالی نے فرمایا:''آپ محض اللہ کی رحمت سے ان لوگوں کے لئے نرم ہوتے ہیں اور اگر آپ بدمزاج اور سخت دل ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے چھٹ جاتے''۔(آل عمران:۱۵۹) اور فرمایا:''محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے لئے بڑے سخت ہیں اور آپس میں نہایت مہربان ہیں''۔(الفتح:۲۹)

☆**سخاوت وفیاضی:** لوگوں کے دلوں کو جیتنے اور غریبوں کی مدد کرنے کا سب سے اہم ذریعہ سخاوت وفیاضی ہے۔ کسی کے پاس مال ودولت ہو مگر اس صفت سے محروم ہو تو وہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے محروم رہتا ہے۔ تمام انبیاء ورسل علیہم السلام سخاوت کی صفت سے مالا مال تھے، بالخصوص ابراہیم علیہ السلام مہمان نوازی میں

بے مثال تھے۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی جودوکرم میں کسی سے کم نہ تھے۔اوراسی نہج پر تمام صحابہ کی بھی تربیت ہوئی تھی۔اللہ تعالی نے فرمایا:''اور تیزی کرو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اوراس جنت کی جانب جس کی وسعت آسمانوں اورزمین کے برابر ہے جواللہ سے ڈرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔جولوگ خوشی اورغم ہر حال میں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں''۔(آل عمران:۱۳۳/۱۳۴)

☆**ایثار وغم خواری:** ایثار وغم خواری کا مہینہ صرف رمضان المبارک ہی نہیں، بلکہ سال کے تمام مہینے اوردن ہیں۔اس صفت سے انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متصف تھے۔دوسرے کے دکھ درد کو وہ محسوس کرتے تھے۔مکہ سے آنے والے اپنے مہاجر بھائیوں کواپنے اوپر فوقیت دیتے تھے۔زمین جائداد تک میں ان کوحصہ دار سمجھتے تھے۔اللہ تعالی نے فرمایا:''اورانہیں اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، گرچہ وہ خود تنگی میں ہوں اور جولوگ اپنے نفس کی تنگی اور بخل سے بچالئے جائیں وہی کامیاب ہونے والے ہیں''۔(الحشر:۹)

☆**دوسروں کے مال سے بے نیازی:** خودداری اور بے نیازی انسان کی بڑی صفت ہے۔بہت کم لوگوں میں یہ وصف پایا جاتا ہے۔چونکہ انسان کی فطرت میں لالچ اورحرص پایا جاتا ہے اسی وجہ سے بہت جلد کسی کے مال ومتاع کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔بسا اوقات اس سلسلے میں حرام وحلال کی تمیز بھی نہیں کرتا۔حالانکہ اسلام نے دوسرے کے مال کو ناجائز طریقہ سے بالکل ہاتھ نہ لگانے کی تاکید کی ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:''صدقہ ان فقراء کے لئے ہے جواللہ کی راہ میں بند ہوگئے، زمین میں (طلب رزق کے لئے) چل پھر نہیں سکتے، ناواقف لوگ ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے انہیں مالدار سمجھتے ہیں۔آپ انہیں ان کے چہروں سے پہچان لیں گے، وہ لوگوں سے سوال کرنے میں الحاح سے کام نہیں لیتے''۔(البقرۃ:۲۷۳)

☆**عفت شعاری:** اس زمانے میں آدمی کوجن فتنوں کا سامنا ہےان میں سے ایک بے حیائی اورشہوت پرستی ہے۔اور یہ مرض نوجوان لڑکوں اورلڑکیوں میں سب سے زیادہ ہے۔خاص طور سے انٹرنیٹ اوراس قسم کی دیگر سہولیات نے شہوت رانی اور زناکاری کوزیادہ عام کیا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ شہوت کا سب سے بہتر علاج شادی ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:''اورجن کوشادی کے اسباب مہیا نہ ہوں انہیں اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرنی چاہئے، یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے انہیں مالدار بنادے''۔(النور:۳۳)اورفرمایا:''پھران کے بعدان کی اولاد میں ایسے لوگ آئے جنہوں نے نماز کوضائع کردیا اورخواہشات کی پیروی کی، تووہ قیامت کے دن (جہنم کی وادی) غی میں جگہ پائیں گے''۔(مریم:۵۹)

☆**غض بصر:** اللہ تعالی نے فرمایا:''اے نبی آپ مومنوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں جھکالیں''۔(النور:۳۰)اورفرمایا:''اور جب تم ان (امہات المؤمنین) سے کوئی سامان مانگوتو پردے کےاوٹ سے مانگو، ایسا کرنے سے تمہارے اوران کے دل زیادہ پاکیزہ رہیں گے''۔(الاحزاب:۵۳)

☆**شادی کی فضیلت اورفوائد:** اللہ تعالی نے فرمایا:''اوراس کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون پاؤ اورتمہارے درمیان محبت ورحمت پیدا کی، بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جوغور وفکر کرتے ہیں''۔آیت کی تفسیر میں علامہ ڈاکٹر محمد لقمان السلفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:''اللہ تعالی کی قدرت ہی کا کرشمہ ہے کہ جن دومرد اورعورت میں کبھی کی ملاقات نہیں ہوتی، کوئی رشتہ داری نہیں ہوتی، ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت موجزن ہوجاتی ہے، اوررحمت وہمدردی کے سوتے پھوٹ پڑتے ہیں، اورایک دوسرے پر جان نثار کرنے کوتیار ہوجاتے ہیں۔یہ سب محض اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے''۔(تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن، ص۱۱۴۰)

نکاح کی فضیلت کی بابت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جب کوئی شخص نکاح کرلیتا ہے تواپنا آدھا دین مکمل کرلیتا ہے، لہذا اسے چاہئے کہ باقی آدھے دین کے معاملے میں اللہ سے ڈرتا رہے''۔(المعجم الأوسط للطبرانی ۱/۱۶۲)انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ نے ازواج مطہرات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خفیہ عبادت کا حال دریافت کیا، تو پوچھنے کے بعد ان میں سے ایک نے کہا: میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا۔کسی نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا، کسی نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا:''ان لوگوں کو کیا ہوا جنہوں نے ایسی ایسی باتیں کہیں جب کہ میں رات کو نوافل پڑھتا ہوں اورسوتا بھی ہوں، نفلی روزہ رکھتا ہوں، ترک بھی کرتا ہوں اورعورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔پس جو شخص میرے طریقے سے منہ موڑے گا وہ مجھ سے نہیں''۔(صحیح مسلم، حدیث:۱۴۰۱)

نکاح انسان میں شرم وحیا پیدا کرتا ہے اورآدمی کو بدکاری سے بچاتا ہے۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا:''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں جو استطاعت رکھے وہ شادی کرے اس لئے کہ شادی سے آنکھیں نیچی ہوجاتی ہیں اورشرمگاہ (بدکاری سے) محفوظ ہوجاتی ہے اور جوشخص خرچ کی طاقت نہ رکھے، تووہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ خواہش نفس کوختم کردے گا''۔(صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث:۱۴۰۰)

☆روزگار اور اس میں مہارت: آرام پسندی کا رجحان بڑھنے کے نتیجے میں معاشرے میں بے روزگاری بڑھتی جارہی ہے۔مسلم نوجوانوں کو اپنے کام میں درک اور مہارت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:''آپ کہئے کہ تم لوگ نیک عمل کرو اس لئے کہ اللہ آئندہ تمہارے عمل کو دیکھے گا اور اس کے رسول بھی''۔(التوبہ:۱۰۵) اور فرمایا:'' یہ ہے صنعت اللہ کی جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے''۔(سورہ نمل:۸۸) تمام انبیاء علیہم السلام تجارت اور محنت مزدوری کرتے تھے۔بعض کو بعض اہم صنعت وحرفت میں کمال حاصل تھا۔صحابہ کرام کی اکثریت کسی نہ کسی پیشے سے جڑی ہوئی تھی۔چنانچہ اسلام کی تعلیم اپنی روزی خود سے حاصل کرنے کی ہے۔نکما پن عیب ہے،جس سے ہر مسلمان کو بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

☆**لوگوں کے ساتھ میل جول:** اللہ تعالی نے فرمایا:''لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت کے ملاپ سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہیں قوموں اور قبیلوں میں اس لئے بانٹ دیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے معزز وہ ہیں جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہیں۔بے شک اللہ بڑا جاننے والا،ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے''۔(الحجرات:۱۳)

☆**بھلائی کے کاموں میں تعاون:** اللہ تعالی نے فرمایا:''اور نیکی اور تقوی کے کاموں میں آپس میں تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دو''۔(المائدہ:۲) لیکن اس دور میں بھلائی کا ساتھ دینے والے کم اور برائی کے کاموں میں مدد کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں۔جس کی وجہ سے تیزی سے معاشرہ میں برائی کا گراف بڑھتا جارہا ہے۔

قرآنی تعلیمات بے شمار ہیں جن کو کسی ایک مضمون میں سمونا مشکل ہے۔جیسے کسی ہدف اور مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جائز اسباب کو اختیار کرنا،ظاہر سے دھوکہ نہ کھانا،صراط مستقیم پر قائم رہنا،دین کے معاملے میں میانہ روی اختیار کرتے ہوئے غلو سے گریز کرنا،اللہ تعالی پر کامل بھروسہ کرنا،اسلام کو عزیز ترین خیال کرنا،لوگوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا،بداخلاقی سے بچنا،لوگوں کے تعلق سے اپنے دل کو صاف ستھرا رکھنا،برائی کا بدلہ بھلائی سے دینا اور ہمیشہ اپنا تعلق اللہ سے جوڑے رکھنا وغیرہ۔اللہ تعالی ہم سب کو قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔آمین

☆☆☆

مضمون نویسوں سے گزارش

۱۔ مضمون صاف،خوشخط یا کمپیوٹرائزڈ بھیجیں۔
۲۔ مضمون کی اصل کاپی روانہ کریں۔شائع شدہ مضامین ارسال نہ فرمائیں۔
۳۔ مضمون کا فوٹو کاپی دفتر کو ارسال نہ کریں،فوٹو کاپی میں بعض حروف مٹ جاتے ہیں جس کی وجہ سے ایسے مضامین کی اشاعت روک دی جاتی ہے۔
۴۔ مضمون نگار حضرات اپنا پورا پتہ اور موبائل نمبر ضرور لکھیں۔
۵۔ کسی مضمون میں اقتباس نقل کرتے وقت کتابوں کا حوالہ ضرور دیں۔
۶۔ قرآنی آیات اور احادیث کی پوری تخریج اور مصادر کا حوالہ ذکر کریں۔
۷۔ کسی دینی مسئلہ پر کوئی مضمون ہو تو اس پر ہر ناحیے سے بحث کرنے کے بعد راجح موقف بیان کریں۔
۸۔ اپنے مضامین میں پرجوش خطیبانہ یا منافرت پھیلانے والے اسلوب سے گریز کریں۔

(ادارہ جریدہ ترجمان)

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

کتاب الآداب

مؤلف: فؤاد بن عبدالعزیز الشلهوب

مترجم: محمد نعیم محمد شفیع سلفی

تقدیم

مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

صفحات:665 قیمت:-/300

دین میں جبر واکراہ نہیں

مولانا اسعد اعظمی/استاذ جامعہ سلفیہ بنارس

اسلام اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل کیا ہوا وہ دین ہے جو رہتی دنیا تک مخلوق کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ ساڑھے چودہ سو سال سے یہ دین برابر پھل پھول رہا ہے اور اس کے ماننے والوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہی ہوتا رہا ہے۔ آج دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں اس کے نام لیوا موجود نہ ہوں۔ تعداد کے اعتبار سے دیکھا جائے تو عیسائیت کے بعد سب سے زیادہ اگر کسی مذہب کے ماننے والے اس دنیا میں ہیں تو وہ مذہب اسلام ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ دین دے کر بھیجا تو آپ نے تن تنہا اس کی تبلیغ واشاعت کا کام شروع کیا۔ مکہ کی ۱۳/سالہ زندگی میں دعوت کی راہ میں بڑی رکاوٹیں آئیں، تکلیفیں اٹھانی پڑیں، لیکن اسلام کے ماننے والوں کی تعداد میں تھوڑا تھوڑا ہی سہی مگر اضافہ ہوتا رہا۔ مدنی دور میں اس میں خاطر خواہ تیزی آئی اور نبی آخر الزماں ﷺ کے اس دنیا کو خیرباد کہنے کے وقت ایک لاکھ سے زائد نفوس اسلام کے سایے میں پناہ لے چکے تھے۔

توحید، رسالت، حشر ونشر اور دیگر بنیادی عقائد کو لوگوں کے دل ودماغ میں اتارنے کے لیے قرآن میں نوع بہ نوع عقلی ومنطقی دلائل پیش کیے گئے، شرک وکفر کے دلائل کی کمزوری اور بطلان کو واضح کیا گیا۔ دلوں کو اپیل کرنے والے عقلی ونقلی دلائل سے مطمئن ہو کر لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ شہروں، دیہاتوں اور ملکوں سے نکل کر اسلام کی روشنی دیکھتے دیکھتے مختلف براعظموں تک میں پھیل گئی۔ اس تیز رفتاری کے ساتھ اسلام کی اشاعت کے پیچھے جہاں اس کی حقانیت، اس کے محاسن اور اس کے فضائل تھے وہیں اہل اسلام کی عملی زندگی، ان کے اخلاق کی بلندی، کردار کی صفائی، معاملات کی پاکیزگی وغیرہ کا بھی بڑا دخل تھا۔

اشاعت اسلام کے سلسلے میں زمانۂ قدیم سے لے کر اب تک بعض لوگ ایک غلط فہمی کا شکار رہتے ہیں یا جان بوجھ کر ایسا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ اسلام میں داخل کرنے کے لیے مسلمان جبر واکراہ اور زور زبردستی سے کام لیتے ہیں اور بسا اوقات مال ومتاع کے ذریعہ بھی لوگوں کو رجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ایک دعویٰ ہے جس کا شرعی، عقلی اور زمینی اعتبار سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے تاکہ اس دعویٰ کی حقیقت سامنے آئے اور صحیح صورت حال سے آگاہی ہو۔

شرعی نقطۂ نظر: شرعی اعتبار سے دیکھا جائے اور آخری نبی کا عمل اور آپ کی ذمہ داریوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو صرف ابلاغ اور دعوت کی ذمہ داری دی تھی، یعنی اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچانے کا آپ کو مکلّف کیا تھا اور ساتھ ہی یہ واضح کر دیا تھا کہ دعوت کی کامیابی اور ناکامی کی فکر آپ کو نہیں کرنی ہے، یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، ہدایت دینا اللہ کا کام ہے۔ آپ اپنے ذمہ کا کام کرتے جائیں اور نتیجہ سے بے فکر رہیں۔ اس سلسلے کی چند آیات قرآنی ملاحظہ ہوں:

﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعاً أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُواْ مُؤْمِنِينَ - سورہ یونس:۹۹﴾

[ترجمہ: اور اگر آپ کا رب چاہتا تو جو لوگ بھی زمین میں ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ تو کیا (اے نبی!) آپ لوگوں کو مجبور کریں گے کہ وہ ایمان والے ہو جائیں]

ایک جگہ فرمایا:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ - سورہ قصص:۵۶﴾

[ترجمہ: (اے نبی!) آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، اللہ ہی جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے]

مزید فرمایا:

﴿فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظاً إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ - سورہ شوری:۴۸﴾

[ترجمہ: اگر یہ لوگ منہ پھیر لیں تو (اے نبی!) ہم نے آپ کو ان کا نگراں بنا کر نہیں بھیجا ہے۔ آپ کی ذمہ داری تو صرف تبلیغ ودعوت ہے]

ایک مقام پر یوں ارشاد ہے:

﴿فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ، لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ - سورہ غاشیہ:۲۱،۲۲﴾

[ترجمہ: (اے نبی!) آپ نصیحت کریں، آپ کا کام نصیحت کرنا ہے، آپ ان کے اوپر داروغہ نہیں ہیں]

یہ بھی ارشاد ہے:

﴿لاَ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ - سورہ بقرہ:۲۵۶﴾

[ترجمہ: دین میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت اور گمراہی ظاہر ہو چکی ہیں]

مزید فرمایا:

﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَن شَاء فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاء فَلْيَكْفُرْ - سورہ کہف:۲۹﴾

[ترجمہ: (اے نبی) کہہ دیجیے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے]

اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً - سورہ دھر:۳﴾

[ترجمہ: ہم نے اسے راہ دکھلا دی، اب خواہ وہ شکر گزار بنے خواہ ناشکرا]

لوگوں کو مخاطب کر کے کہا گیا:

﴿فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُواْ أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلاَغُ الْمُبِينُ - سورہ مائدہ:۹۲﴾

[ترجمہ: اگر روگردانی کروگے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا تھا]

الغرض اس مفہوم کی بہت ساری آیتیں ہیں جن میں واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ کا دین اور اللہ کا پیغام واضح طور پر پیش ہو چکا ہے، صحیح اور غلط راستوں کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ انسان کو عقل اور سوجھ بوجھ بھی دی گئی ہے، دونوں راستوں اور دونوں کے انجام کو سامنے رکھے اور اپنے لیے صحیح راستے کا انتخاب کرے۔ اس کے لیے اس کے اوپر کسی طرح کا جبر یا زور زبردستی کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نبی کا کام بھی یہی ہے کہ خیر و شر اور حق و ناحق کو واضح کر دے تا کہ حجت تام ہو جائے۔ اور جو کام نبی کا ہے وہی اس کے متبعین اور وارثین کا بھی ہے۔

اس طرح نبی اکرم ﷺ کی عملی زندگی اور آپ کی سیرت طیبہ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ کبھی آپ نے اسلام کے لیے کسی کو مجبور نہیں کیا، کسی پر سختی نہیں کی۔ آپ نے دعوت دی اور حق کو بیان کیا، اسے قبول کرنے کی درخواست کی۔

کچھ اور قابل توجہ پہلو: کسی کو جبراً اسلام میں داخل کرنے کے تعلق سے درج ذیل نقاط بھی قابل غور ہیں:

۱- اسلام میں یہ بات مسلّم اور متفق علیہ ہے کہ اگر کوئی اپنی رضا و رغبت کے بغیر کسی جبر اور زبردستی کی وجہ سے اسلام قبول کرتا ہے تو ایسا اسلام قابل قبول نہیں اور نہ ایسے مسلمان کو اس کے اسلام سے کوئی فائدہ ملنے والا ہے۔ بالکل ویسے ہی جیسے کسی مسلمان کو جبراً کلمہ کفر پڑھوایا جائے تو اسلام سے وہ خارج نہیں ہوا کرتا۔

۲- ایک مسلمان کو کتابیہ (یہودی یا عیسائی) عورت سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن اگر کوئی کسی کتابیہ عورت سے شادی کرتا ہے تو اس عورت کے لیے ضروری نہیں کہ اپنا دین وعقیدہ چھوڑ دے اور اسلام قبول کرے۔ اسے اپنے دین پر باقی رہنے کا پورا حق حاصل ہے۔

۳- اگر لوگوں کو زبردستی مسلمان بنایا گیا ہوتا تو موقع ملتے ہی وہ اسلام سے نکل بھاگتے اور اپنے پرانے مذہب کی طرف لوٹ جاتے۔ لیکن اسلام کی پوری تاریخ اس طرح کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

۴- اگر زبردستی لوگوں کو مسلمان بنانا ہوتا تو مسلمان کئی صدیوں تک پوری طاقت اور قوت میں رہے، وہ چاہتے تو جبراً اپنے ارد گرد کے لوگوں کو مسلمان بنا لیتے اور مسلم معاشرے میں کوئی غیر مسلم نہ رہتا۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ عہد نبوی، عہد صحابہ، عہد اموی، عہد عباسی اور بعد کے ادوار میں بھی ہمیشہ مسلم ملکوں اور علاقوں میں غیر مسلم (یہودی، عیسائی، مجوسی، بت پرست، آتش پرست الخ) مسلمانوں کے ساتھ ساتھ رہے۔ انھیں بڑے بڑے مناصب سپرد کیے گئے اور وہ معزز و مکرم رہے۔ مدینہ میں مسجد نبوی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عین نماز بلکہ امامت کی حالت میں ایک مجوسی غلام ہی نے تو شہید کیا تھا۔

۵- ''اسلام میں ذمیوں کے حقوق'' یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ جبراً مسلمان بنانے کی تھیوری کی نفی کے لیے یہی تنہا کافی ہے۔ ذمی ان رعایا کو کہتے ہیں جو اسلامی حکومت میں آباد ہوں اور جن کا مذہب اسلام نہ ہو۔ مسلم حکومت ان سے بہت ہی معمولی ٹیکس لے کر اس کے عوض ان کی جان و مال کے تحفظ کی ذمہ دار ہوتی تھی اور ان کو بہت سارے مذہبی و سماجی و سیاسی حقوق حاصل ہوتے۔ اگر جبراً مسلمان بنانے کی کوئی حقیقت ہوتی تو مسلم حکومتوں کے یہاں یہ شعبہ اور یہ محکمہ وجود ہی میں نہ آتا۔ بلکہ ایسے لوگوں کو یا تو اسلام میں داخل کر لیا جاتا یا انکار کی صورت میں ملک بدر کر دیا جاتا۔

۶- بہت سے غیر مسلم مؤرخین و مفکرین نے بھی اسلام اور مسلمانوں کی وسعت قلبی کا اعتراف کیا ہے اور کسی کو جبراً مسلمان بنانے کے مفروضے کی تردید کی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

مشہور یورپین مورخ ایڈورڈ گبن لکھتا ہے:

''اسلام نے کسی مذہب کے مسائل میں دست اندازی نہیں کی، کسی کو ایذا نہیں پہنچائی، کوئی مذہبی عدالت غیر مذہب والوں کو سزا دینے کے لیے قائم نہیں کی۔ اور اسلام نے لوگوں کے مذہب کو بہ جبر تبدیل کرنے کا کبھی قصد نہیں کیا۔ .... اسلام کی تاریخ کے ہر صفحہ میں اور ہر ملک میں جہاں اس کو وسعت حاصل ہوئی وہاں دوسرے مذاہب سے عدم مزاحمت پائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ فلسطین میں ایک عیسائی شاعر نے ان واقعات کو دیکھ کر جن کا ذکر ہم کر رہے ہیں، بارہ سو سال بعد اعلانیہ کہا تھا کہ صرف مسلمان ہی روئے زمین پر ایسی قوم ہیں جو دوسرے مذاہب والوں کو ہر قسم کی آزادی دیتے ہیں۔''

(اسلام اور رواداری، مصنفہ متین طارق باغپتی، ناشر مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی،

اشاعت اول ۱۹۸۶ء، ص: ۸۰-۸۱، بحوالہ زوال رومۃ الکبریٰ، ص: ۱۵۸)

مشہور فرانچ مفکر ڈاکٹر گستاولی اپنی تصنیف ''تمدن عرب'' میں لکھتے ہیں:

''مسلمان ہمیشہ مفتوح اقوام کو اپنے مذہب کی پابندی میں آزاد چھوڑ دیتے تھے۔'' (ایضاً، ص: ۸۰)

ہندوستان، اسلام اور مسلمان: یہ موضوع ایک طویل بحث کا متقاضی ہے۔ لیکن اپنے زیر بحث جزیئے سے متعلق چند باتیں پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے:

☆ ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کا سلسلہ پہلے سے جاری تھا۔ لیکن محمد بن قاسم کی آمد سے تاریخی حیثیت سے ہندوستان میں مسلمانوں کا سلسلہ شروع مانا جاتا ہے۔ اس حملے میں مسلمانوں کو فتح ملی تھی اور یہاں اسلامی حکومت کی داغ بیل پڑی تھی۔ محمد بن قاسم اور مذہبی رواداری کے حوالے سے صرف ایک مثال پیش کی جارہی ہے:

مشہور مؤرخ علی بن حامد مصنف ''تاریخ سندھ'' نے مذہبی آزادی سے متعلق محمد بن قاسم کی پالیسی کا یہ اعلان نقل کیا ہے کہ:

''ہماری حکومت میں ہر شخص مذہبی معاملہ میں آزاد ہوگا۔ جو شخص چاہے اسلام قبول کرے اور جو چاہے اپنے مذہب پر قائم رہے، ہماری طرف سے کوئی تعرض نہ ہوگا۔'' (اسلام اور رواداری، ص: ۱۵۳)

☆ ہندوستان کے اول وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی کتاب ''ڈسکوری آف انڈیا'' کے صفحہ ۲۰۴ پر لکھا ہے:

''افغان اور مغل حکمرانوں نے خاص طور پر اس بات کا ہمیشہ لحاظ رکھا کہ ملک کے قدیم رسم ورواج اور اصولوں میں کوئی دخل نہ دیا جائے، ان میں کوئی بھی بنیادی تبدیلی نہیں کی گئی۔ ہندوستان کا اقتصادی اور سماجی ڈھانچہ بدستور قائم رہا۔ غیاث الدین تغلق نے اپنے حکام کو واضح ہدایات اس بارے میں جاری کی تھیں کہ وہ ملک کے رواجی قانون کو بدستور قائم رکھیں اور سلطنت کے معاملات کو مذہب سے جو ہر فرد کا ذاتی اور نجی عقیدہ ہوتا ہے بالکل الگ رکھیں۔'' (ایضاً، ص: ۱۷۹-۱۸۰)

☆ پروفیسر رام پرشاد گھوسلا اپنی کتاب ''مغل کنگ شپ اینڈ نوبلیٹی'' میں لکھتے ہیں:

''مغلوں کے زمانہ میں عدل وانصاف میں جو اہتمام ہوتا اور جو ان کی مذہبی رواداری کی پالیسی تھی اس سے عوام ہمیشہ مطمئن رہے۔ اسلامی ریاست میں سیاست اور مذہب کا گہرا لگاؤ رہا ہے۔ لیکن مغلوں کی مذہبی رواداری کی وجہ سے اس لگاؤ کے باوجود کوئی خطرہ پیدا نہیں ہوا، کسی زمانہ میں بھی یہ کوشش نہیں کی گئی کہ حکمراں قوم کا مذہب محکوموں کا بھی مذہب بنا دیا جائے حتی کہ اورنگ زیب نے بھی حصول ملازمت کے لیے اسلام کی شرط نہیں رکھی۔ مغلوں کے عہد میں "Fermilao act" یا "corporation act" جیسے قوانین منظور نہیں کیے گئے۔ ایلزبتھ کے زمانے میں ایک ایسا قانون تھا جس کے ذریعہ سے جبری طور پر عبادت کرائی جاتی تھی۔ مغلوں کے زمانہ میں اس قسم کا کوئی جبر نہیں کیا گیا۔ Bortholomews day کے جیسے قتل عام سے مغلوں کی تاریخ کبھی داغ دار نہیں ہوئی۔ مذہبی جنگ کی خوں ریزی سے یورپ کی تاریخ بھری ہوئی ہے لیکن مغلوں کے عہد میں ایسی مذہبی جنگ کی مثال نہیں ملتی، بادشاہ مذہب اسلام کا محافظ اور نگہبان ضرور سمجھا جاتا لیکن اس نے کبھی غیر مسلم رعایا کے عقائد پر دباؤ نہیں ڈالا۔'' (اسلام میں مذہبی رواداری، از سید صباح الدین عبدالرحمٰن، دار المصنفین اعظم گڈھ، طبع جدید: ۲۰۰۹ء، ص: ۲۸۷)

☆ ''اسلامی احکام پر اعتراضات اور ان کی حقیقت'' کے عنوان سے اپنے ایک مضمون میں محترم ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''....جب ہندوستان میں مسلم حکمراں آئے یہاں ہندوستان میں برہمنی حکومت نے بدھوں، جینیوں اور دلتوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے تھے۔ اس لیے مظلوموں نے اسلام کی انصاف پسندی سے متاثر ہوکر بغیر دعوت کے اسلام قبول کرلیا۔ انھوں نے مسلم حکمرانوں کو اپنا نجات دہندہ سمجھا۔ پنڈت ہزاری پرساد دیویدی اور رام دھاری سنگھ دنکر جیسے درجنوں ہندو مؤرخین اور انصاف پسند مصنفین نے اپنی کتابوں میں اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ اگر ظلم اور تشدد سے مذہب پھیلانے کا کام مسلم حکمرانوں نے لیا ہوتا تو سات سو سال میں یا تو ہندوستان میں ایک بھی ہندو باقی نہ بچتا یا پھر اتنے لمبے عرصے تک ان کی حکومت قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ تاریخی رکارڈ بتاتے ہیں کہ مسلم دور حکومت میں ہندو مسلمانوں کے درمیان میل ملاپ اور تعاون برابر قائم رہا۔ فوج اور حکومت کے اہم عہدوں پر بڑی تعداد میں ہندو فائز رہے۔ تشدد کی حالت میں ایسا ممکن نہ تھا۔'' (اسلام اور غلط فہمیاں (مجموعہ مضامین) سہ روزہ دعوت، نئی دہلی، ۲۸/جولائی ۲۰۰۲ء، ص: ۳۹)

☆ مسٹر ٹی ڈبلیو آرنلڈ اپنی کتاب ''پریچنگ آف اسلام'' میں لکھتے ہیں:

''اورنگ زیب کے عہد کی کتب تواریخ میں جہاں تک میں نے تلاش کیا ہے بجبر مسلمان کرنے کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔'' (اسلام اور رواداری، ص: ۲۱۶)

☆ ایک فرانسیسی سیاح ڈاکٹر برنیر دہلی کے سورج گہن کے اشنان اور پوجا پاٹ کا نظارہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''مسلم فرماں رواؤں کی تدبیر مملکت کا یہ ایک جز ہے کہ وہ ہندوؤں کی رسوم میں دست اندازی کرنا مناسب نہیں سمجھتے اور انھیں مذہبی رسوم بجالانے کی پوری آزادی دیتے ہیں۔'' (ایضاً)

☆ مشہور ہندی ہفت روزہ ''کانتی'' کے سابق ایڈیٹر ڈاکٹر کوثر یزدانی نے ہندوستان میں جبری مسلمان بنانے کے واہمہ کو غلط ٹھہراتے ہوئے بڑے پتے کی

بات کہی ہے۔موصوف فرماتے ہیں:

''اس سلسلے میں ایک دلچسپ امر یہ بھی ہے کہ وطن عزیز میں ہر وقت پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ مسلم بادشاہوں نے یہاں کے باشندوں کو تلوار اور طاقت کے زور پر زبردستی مسلمان بنایا۔ایسی بات کرنے والے یہ نہیں سوچتے کہ وہ خود اپنے بزرگوں اور اسلاف (پرکھوں) پر کتنا بڑا الزام لگارہے ہیں کہ وہ ایسے بزدل تھے کہ خود کروڑوں کی تعداد میں ہوتے ہوئے بھی باہر سے آنے والے چند ہزار مسلمانوں کا مقابلہ نہ کرسکے۔ان کے غلام ومحکوم بن گئے، یہاں تک کہ اس دباؤ میں اپنی بزدلی اور پست ہمتی کی وجہ سے اپنا دھرم چھوڑ کر مسلمانوں کا مذہب قبول کرلیا۔پھر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ان مسلمانوں کے حکمراں نہ رہنے پر بھی انھوں نے مبینہ حملہ آوروں کا مذہب نہ چھوڑا اور آج تک فسطائی طاقتوں کے تمام تر ظلم وستم، امتیاز، فساد، قتل وغارت گری، مذہبی مقامات اور مذہبی کتب کی بے حرمتی، اپنی جان ومال اور عزت وآبرو پر وحشیانہ اور راکششی حملوں کے باوجود اس مذہب کو چھوڑ کر آج کے حکم رانوں کا مذہب اختیار کرنے کی بات تک نہیں کرتے، نہ کسی دباؤ میں آتے ہیں نہ کسی لالچ میں۔اور سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ آج بھی بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہورہے ہیں، آخر ان کے سروں پر کون سی اسلامی تلوار لٹک رہی ہے؟ اور جو مسلمان خود ہی دلتوں جیسی پسماندگی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں وہ کون سا لالچ دے رہے ہیں؟ اس سلسلے میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جب وطن عزیز کے باشندوں میں حلقہ بگوش اسلام ہونے والوں کے بارے میں غور کیا جاتا ہے تو نظر آتا ہے کہ زیادہ تر خوش حال، جنگ جو، بہادر، حکمراں اور اصحاب روزگار لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے، چھتری قومیں مسلمان ہوئیں۔اگر وہ تلوار کے ڈر سے مسلمان ہوئیں تو ہمیشہ کی کمزور، پسماندہ، ڈرپوک اور بزدل قومیں تو ان کو دیکھ کر مسلمان ہوگئی ہوتیں، ایسا کیوں نہیں ہوا؟'' (اسلام اور غلط فہمیاں، ص:۱۳۳)

آئین ہند اور تبلیغ مذہب کی آزادی: یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ آئین ہند میں تمام مذاہب کے لوگوں کو اپنے مذہبی امور کے انتظام، مذہب کی تبلیغ اور مذہبی تعلیم کی اجازت دی گئی ہے، چنانچہ آئین کی دفعہ (۲۵) میں آزادیٔ ضمیر، مذہب کو قبول کرنے اور اس کی پیروی اور تبلیغ کی آزادی کا تذکرہ ہے، دفعہ (۲۶) میں مذہبی امور کے انتظام کی آزادی کی بات کہی گئی ہے، دفعہ (۲۷) میں کسی خاص مذہب کے فروغ کے لیے ٹیکس ادا کرنے کے بارے میں آزادی کی بات مذکور ہے، دفعہ (۲۸) میں بعض تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم پانے یا مذہبی عبادت کے بارے میں آزادی کا بیان ہے۔

ان تمام دفعات میں اقلیت واکثریت کی کوئی قید نہیں ہے، اس کے علاوہ اقلیتوں کے تعلق سے خصوصی طور پر کچھ دفعات ہیں، چنانچہ دفعہ (۲۹) میں اقلیتوں کے مفادات کے تحفظ کا تذکرہ ہے، اور دفعہ (۳۰) میں اقلیتوں کو تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام کرنے کا حق دیا گیا ہے۔(ملاحظہ ہو: بھارت کا آئین، ص:۵۱تا۵۴)

خلاصہ یہ کہ بالجبر کسی کو مسلمان بنانا خود شریعت اسلام ہی میں منع ہے۔تو مسلمان اس اسلام میں کسی کو بالجبر کیوں داخل کریں گے جو اسلام خود اس سے منع کرتا ہے۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ بھی اس طرح کی مثالوں سے خالی ہے۔عقلی اور منطقی اعتبار سے بھی یہ الزام مضحکہ خیز ہے۔غیر مسلم مفکرین ومؤرخین کی ایک بڑی تعداد اپنی تحقیقات نیز اپنے مشاہدات کی روشنی میں اس مفروضہ کو غلط قرار دے چکی ہے۔ان حقائق کے باوجود اب بھی اگر کوئی اس قسم کی باتوں پر یقین رکھتا ہے تو یا تو وہ حقیقت حال سے بے خبر اور منفی پروپیگنڈوں سے متاثر ہے یا جان بوجھ کر محض عداوت میں ایسا کرتا ہے۔والله الهادي إلى سواء السبيل۔

(بقیہ صفحہ ۱۸ کا)

کرے جس سے وہ مزید اس کے دل کے قریب ہوجائے۔ایسی عورت شوہر کی نیک بختی کا سبب اور قلبی راحت واطمینان کا ذریعہ بن جاتی ہے۔اس کی رحمدلی نہ صرف شوہر کے ساتھ ہوتی ہے بلکہ اس کے بچوں اور اس کے گھر والوں سے بھی ہوتی ہے۔وہ بڑے پیار سے ان کے معاملات کی حفاظت کرتی ہے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی عورتوں کی اس صفت سے متصف ہونے کی بنا پر بڑی تعریف فرمائی ہے۔چنانچہ ارشاد ہے: جو عورتیں اونٹوں پر سوار ہوئیں ان میں سب سے اچھی قریش کی نیک بخت عورتیں ہیں۔بچے پر بچپن میں سب سے زیادہ مہربان اور اپنے شوہر کے مال کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والیاں ہوتی ہیں۔'' (مسلم)

بردباری اور اطمینان: یہ دونوں ایسی عادتیں ہیں جو اللہ کو بہت پسند ہیں۔اگر عورت کے اندر یہ پائی جاتی ہیں تو وہ بردبار، صبروسکون کی پیکر بن جاتی ہے۔اس سے وہ بہترین عادت کی حامل ہوگی اور اس کے خاندانی ہونے کا ثبوت فراہم ہوگا۔ایسی عورت کے ساتھ زندگی گزارنا بڑا ہی خوشگوار ہوگا۔اگر یہ صفات عورت میں نہ ہوں تو ازدواجی زندگی بے کیف اور گھر ویران ہوجائے گا۔ازدواجی زندگی ایک پائیدار گزربسر کا سامان ہے اور یہ زندگی اگر عقلمند ومتوازن عورت کے ساتھ گزرے تو خوشگوار اور پرلطف زندگی کا تمام تر سامان مہیا ہوجاتا ہے۔

زندگی کے فیصلے: زندگی کے فیصلے اگر انفرادی طور پر لیے جائیں تو یہ مناسب طریقہ نہیں ہے۔بلکہ مشکلات ومسائل کے حل اگر میاں بیوی کے اجتماعی مشورے سے انجام پائیں گے تو بہتر اور مناسب نیز مثبت نتائج کے حامل ہوں گے کیونکہ پوری ازدواجی زندگی فیصلوں کے مواقع سے بھری پڑی ہے۔زندگی بھر یہ مواقع بار بار آتے رہیں گے۔اگر باہمی تعاون ومشورے سے یہ فیصلے لیے جائیں گے تو کامیاب وخوشگوار ازدواجی تعلقات بحال رہیں گے۔ ☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

بیٹی کو ممتاز بیوی بنانا ماں کی ذمہ داری

مولانا عبدالمنان شکراوی

دین اسلام ہرطرح کی خوبیوں سے مالا مال مذہب ہے۔اس نے انسان کو ہرطرح کے حالات میں بہتر زندگی گزارنے کی جانب رہنمائی فرمائی ہے۔ماں کے رحم میں نطفہ کی شکل میں اس کے وجود سے لے کر قبر میں جانے تک کے مسائل ومشکلات کا حل پیش کردیا ہے۔بچوں کی پیدائش سے لے کر جوان ہونے تک ہرطرح کی ضروری ہدایات پیش کردی ہیں اور کامیاب زندگی کے اسرار ورموز سے پردہ اٹھادیا ہے۔ماں کی گود بچوں کی پہلی درسگاہ ہے۔اس درسگاہ سے بچوں کو بہت کچھ سیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔لیکن اگر اس کی اہمیت کو سمجھنے میں کوتاہی اور ضروری عملی اقدامات میں تساہلی سے کام لیا جائے تو بچے برباد ہوجاتے ہیں۔بچوں میں بھی خاص طور پر بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کی جانب توجہ بہت اہم ہے۔اس کے علاوہ ایک اہم بات یہ ہے کہ وہ ہمیشہ آپ کے ساتھ نہیں رہیں گی بلکہ عمر کا ایک مرحلہ گزرجانے کے بعد انہیں اجنبی ماحول ملنے والا ہے جس میں اپنے آپ کو ڈھالنا اور اڈجسٹ کرنا نیز اس کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنا معمولی کام نہیں ہے۔ایک بیٹی ازدواجی زندگی کے امور کو بحسن وخوبی انجام دے سکے اس کی ٹریننگ خاص طور پر ماں کی ذمہ داری ہے۔لیکن بہت سی مائیں ایسی ہوتی ہیں کہ انہیں شادی کی عمر کو پہنچنے والی اپنی بیٹیوں کے سلسلے میں اپنی حقیقی ذمہ داری کا احساس ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی ذمہ داری سے پوری طرح غافل ولاپرواہ رہتی ہیں۔ماں کی ذمہ داری صرف یہ نہیں کہ وہ بیٹی کے باپ یا سرپرست سے کہہ سن کر رشتہ طے کرادے اور کچھ سامان فراہم کرادے بلکہ اس سے بھی بڑے اور اہم کام ہیں جن کی بڑی اہمیت ہے اور لاپرواہی کی صورت میں پورے خاندان کو سنگین نتائج بھگتنے پڑ سکتے ہیں۔بیٹی کو شوہر کے ساتھ برتاؤ کے طور طریقے،ازدواجی زندگی کی مشکلات سے بچنے کے گر،بیوی کے شوہر اور شوہر کے بیوی کے ذمہ واجبات وحقوق جیسے بہت سے معاملات ہیں جنہیں شادی سے پہلے بیٹی کو سکھانا و بتانا بہت ضروری ہے۔

شوہر کی فرماں برداری اور اس کی عزت: شادی کے بندھن میں بندھنے والی دوشیزہ کے لیے مناسب ہے کہ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم نہ آئے لازم وضروری ہے۔کیونکہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ **لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق**. (یعنی جس عمل سے اللہ کی نافرمانی لازم آئے اس میں کسی بھی مخلوق کی اطاعت وفرماں برداری جائز نہیں)اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے شوہر کے ساتھ نرمی کا رویہ اختیار کرے۔کسی بھی چھوٹے وبڑے مسئلے میں جھگڑا نہ کرے۔نہ تو اس سے دشمنی مول لے اور نہ اس کی نافرمانی کا ارتکاب کرے۔کیونکہ شوہر ہی ازدواجی زندگی میں قائد کا رول ادا کرتا ہے۔یہی اللہ کی حکمت کا تقاضا بھی ہے۔جس قائد کی بات نہیں مانی جاتی اس کی سلطنت کے پائے ہلنے لگتے ہیں اور بالآخر زمین بوس ہوجاتی ہے۔جب بیوی ہر چھوٹے بڑے معاملے میں معاندانہ رویہ اختیار کرے اور اطاعت وفرمانبرداری سے کام نہ لے تو ازدواجی زندگی کا فطری انداز میں چلنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہوجاتا ہے۔

شوہر کے رازوں کی حفاظت: ماں کو اپنی بیٹی کی توجہ جن امور کی جانب مبذول کرانی ضروری ہے،ان میں شوہر اور اس کے گھر کے رازوں کی حفاظت اور کسی بھی شخص کے سامنے انہیں افشا ہونے سے بچانا بہت اہم ہے چہ جائیکہ ازدواجی تعلقات کی باتیں افشا کی جائیں جن کی حفاظت بہت ضروری اور واجبی ہیں۔شوہر کے رازوں کا افشا بہت ساری مشکلات کا پیش خیمہ بن سکتا ہے بلکہ بعض دفعہ تو یہی گھروں کی بربادی اور ویرانی کا سبب بن جاتا ہے۔

گھر کی دیکھ بھال: گھر کی دیکھ بھال اور ممکنہ حد تک گھریلو کام کاج کی انجام دہی،بچوں کی بہترین تربیت اور دیکھ بھال بلاشبہ بیوی کی اہم ذمہ داریوں میں سے ہے۔بہتر یہ ہے کہ لڑکی شادی سے پہلے ہی کھانا بنانے جیسے ضروری ولازمی گھریلو کام کاج،شوہر کی خدمت اور اس کے کاموں کی انجام دہی اچھی طرح سیکھ لے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول کے صحابہ جب کسی عورت کی رخصتی کرتے تو وہ اسے شوہر کی خدمت اور اس کے حقوق کی دیکھ بھال اور بچوں کی تربیت کا حکم دیتے تھے۔

شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے حقوق کی حفاظت: نیک عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے حقوق کی حفاظت کرے یعنی اپنے نفس کی حفاظت کرے اور اسلامی اعلیٰ اخلاق وآداب کا خیال رکھے۔گھر میں کوئی بھی ایسا شخص داخل نہ ہو جسے شوہر پسند نہ کرے۔اس کی اجازت کے بغیر کہیں نہ جائے۔اس کے مال کو برباد ہونے سے بچائے اور اس میں فضول خرچی سے پرہیز کرے۔

محبت ورحم دلی: نیک عورت اپنے شوہر سے بہت زیادہ پرخلوص محبت کرتی ہے۔اس کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے شوہر کو خوش رکھے اور ہر ایسا کام

(بقیہ صفحہ ۲۷ پر)

لگا جو زخم زباں کا

شفیع محمد ایڈوکیٹ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زبان دے کر ایک بہت بڑی نعمت سے سرفراز کیا ہے۔ زبان کا استعمال خوب سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔ زبان سے ہم کسی کی دل آزاری نہ کریں۔ زبان سے ہمیں خلوص ومحبت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ میٹھی زبان سے دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں۔ جو بات بھی ہو صاف ہو ستھری ہو بھلی ہو کڑوی نہ ہو کھٹی نہ ہو مصری کی ڈلی ہو۔

بعض اوقات ہم ایسی باتیں اپنی زبان سے کہہ جاتے ہیں جو ہماری بربادی کا سبب بن جاتی ہیں۔ بہت سے لوگ جن میں جاہل اور پڑھے لکھے سبھی شامل ہیں، اپنی بات چیت کو زوردار بنانے کے لئے غلط لفظوں کا سہارا لیتے ہیں جیسے کوئی مقرر اپنی بات میں زور اور وزن پیدا کرنے کے لئے اشعار کا استعمال کرتا ہے۔

لوگوں کی دل آزاری کرنا، نوکروں پر غضبناک ہونا، اپنے بھائی کو زبان سے تکلیف پہنچانا، کچھ لوگوں نے اپنا وطیرہ بنالیا ہے یہ ایسے لوگ ہیں جن کو اپنے بولنے کی طاقت پر ناز ہے مگر حقیقت میں ان کو بات کرنے کا سلیقہ نہیں ہے۔

ناز ہے قوتِ گفتار پر انسانوں کو
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو
(اقبال)

کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی گفتگو کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا ہے۔ ان کی زبان خاموش نہیں ہوتی ہے۔ اگر ہم ان کی بات چیت کا جائزہ لیں تو دیکھیں گے کہ ان کی بات چیت کا زیادہ تر حصہ لغو اور دل آزار بکواس پر مشتمل ہوتا ہے۔ قدرت نے زبان بکواس کے لئے عطا نہیں کی ہے۔ انسان کے منہ سے نکلی ہوئی بات ہی اس کی عقل کو ناپنے کا پیمانہ ہے۔ انسان کے جسم کے حصوں میں سب سے چھوٹی اور تیز چلنے والی چیز زبان ہے جو سب سے زیادہ خطرناک ہے اگر یہ بے قاعدہ چل جائے تو ایسا زخم لگاتی ہے جو دکھائی نہیں دیتا لیکن اندر ہی اندر اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ دوسرے کو تیر کی مانند لگتا ہے۔ تیر یا تلوار کا لگا زخم تو علاج سے بھر جاتا ہے مگر زبان سے لگا ہوا زخم نہیں بھرتا۔

چھری کا تیر کا تلوار کا تو زخم بھرا
لگا جو زخم زباں کا رہا ہمیشہ ہرا

اکثر یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ پیر بھی زبان ہی کے کہنے پر چلتے ہیں کسی کو گالیاں دینا برا بھلا کہنا طعنہ دینا، غیبت کرنا، چغل خوری کرنا، کسی کو ڈانٹنا، جھڑکنا، یہ سب زبان ہی کے باعث ہوتا ہے۔ دوسرے کو غضبناک کرنا، لوگوں میں انتشار پیدا کرنا، دنگا، فساد یہ سب زبان ہی کا بدانجام ہے۔

بعض اوقات مچاتے ہیں تباہی یارو
چند الفاظ جو ہونٹوں سے نکل جاتے ہیں
(راقم)

برسوں کی دوستی ایک نامناسب لفظ سے ختم ہو جاتی ہے۔ مدتوں کا ساتھ ایک دل آزار کلمہ کی وجہ سے چھوٹ جاتا ہے۔ ہمیں نعروں میں بھی زبان کا صحیح استعمال کرنا چاہیے۔ نعروں میں زبان کا غلط استعمال کرکے دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا مناسب نہیں ہے۔ ہمیں ہمیشہ سچ بولنا چاہیے۔ کسی کی جھوٹی بات کو یا الزامات کو بالکل درکنار کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں غلط بیانی کا صحیح اور مثبت جواب دینا چاہیے۔ کچھ شرپسندوں کے ذریعے زبان سے ایک خاص طبقہ کی دل آزاری کی جارہی ہے۔ ایسے حالات میں غلط بیانی پر قانون کا سہارا لینا ضروری ہے۔

کچھ نہ کہنے سے بھی چھن جاتا ہے اعزاز سخن
چپ رہنے سے بھی ظالم کی مدد ہوتی ہے

زبان کا استعمال لوگوں کو گمراہی سے نکالنے میں بھی کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (سورہ النحل:۱۲۵) ''اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو اللہ کی وحی اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے۔'' بہرکیف انسان کو اپنی زبان پر قابو رکھنا چاہیے۔ زبان کا غلط استعمال کرکے شروفساد پھیلانا ٹھیک نہیں ہے۔ کلام میں تلخی کی زیادتی بھی نہیں ہونی چاہیے۔

تلخی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر
کی جس سے بات اس نے شکایت ضرور کی
(غالبؔ)

ہمیں بولنے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ مگر جائز حدود میں رہتے ہوئے۔ اگر ہمارے بولنے سے کسی کی دل آزاری ہوتی ہے یا اشتعال انگیزی کا اندیشہ ہے تو ہماری یہ آزادی ختم ہو جاتی ہے۔ پھر ہمارا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ ہم دورانِ گفتگو ایسے کلمات کا ہرگز استعمال نہ کریں۔ جس سے سماج میں شرانگیزی کا خدشہ ہو۔ ویسے ہمیں زبان سے تنقید کرنے کا بھی حق ہے مگر تنقید برائے تنقیص نہ ہو۔ تنقید برائے اصلاح ہونی چاہیے۔ یعنی فیئر کمینٹ (Fair Comment) کا ہمیں حق ہے بہرحال آخر میں یہی کہوں گا کہ ہمیں اپنی زبان سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچانی چاہیے۔ ☆☆

گاؤں محلّہ میں صباحی ومسائی مکاتب قائم کیجیے

اورمکاتب میں تجویدوتعلیم قرآن کریم کااہتمام کیجئے!

حضرات! قرآن کریم بنونوع انسان وجنان کے نام اللہ رب العالمین کا آخری پیغام ہے۔ جو نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا، جو ہدایت کا سرچشمہ، عبرت وموعظت کا ذریعہ اوردین وشریعت اور توحید ورسالت کا اولین مرجع ومصدر ہے، جس کا حرف حرف علم وعرفان اورحکمت وموعظمت کے موتیوں سے لبریز ہے، جس کی تعلیم وتعلم اورتلاوت باعث ثواب اور جس پر عمل فوز وفلاح اورسعادت دارین کا سبب اور ضمانت ہے اورقوموں کی عزت وذلت اورعروج وزوال اسی سے مربوط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اول یوم سے اس کی تلاوت وقرأت اور اس پرعمل کاخصوصی اہتمام کیا، حفظ وتجویدوتفسیرقرآن کے مکاتب ومدارس قائم کئے اورسوسائٹی میں اس کی تعلیم واتباع کوخصوصیت کے ساتھ رواج دیا۔ نتیجتاً وہ اس اہتمام بالقرآن کی برکت سے ہرمیدان میں اوج کمال تک پہنچے۔لیکن بعد کے ادوار میں یہ روشن روایت دن بدن کمزور پڑتی گئی۔ خودبرصغیرمیں تعلیم وتفسیرقرآن کریم توکجاتجویدوقرأت کاعرصہ تک کماحقہ اورمضبوط انتظام نہ ہوسکا اورنہ اس پرخصوصی توجہ مبذول کی گئی۔ حالانکہ تعلیم وتعلم قرآن میں علم تاویل وتفسیراورغوروفکر کے ساتھ ساتھ تجوید بھی مقصودتھااور ہمارے نبی کریم محمد ﷺ نے اس کی بڑی تاکید بھی فرمائی تھی۔

مقام شکر ہے کہ چند دہائی قبل مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سمیت مختلف جہات سے تعلیمی بیداری مہم کے نتیجے میں مدارس وجامعات اورمکاتب ومساجد میں تجویدقرآن کریم کا مبارک سلسلہ شروع ہوا تھا جس کے ملکی سطح پر بہترین ثمرات سامنے آئے۔ پورے ملک میں مکاتب بڑے پیمانے پرقائم ہوئے اور بہت سی بستیوں میں مکتب کی تعلیم کے زیراثر بچوں کی ذہنی طور پرنشو ونما ہونے لگی۔لیکن روز بروز بدلتے حالات کے پیش نظرعصری تعلیم گاہوں اور کنونٹس اورگاؤں میں مدارس کی وجہ سے مکاتب بہت متاثر ہوئے۔لہٰذامکاتب کو بڑے اورعمدہ پیمانے پر پروان چڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ نئی نسل کودین کی بنیادی باتوں اورقرآن کریم سے روشناس کرایا جاسکے۔

لہٰذا آپ حضرات سے دردمندانہ گزارش ہے کہ اس حوالے سے خصوصی توجہ مبذول کریں اوراپنے گاؤں اورمحلوں میں صباحی ومسائی مکاتب کے قیام کویقینی بنائیں، اگرقائم ہیں توان کی سرگرمی وفعالیت میں بہتری لائیں،قدیم نظام کا احیاء کریں،ان میں تجویدوتعلیم قرآن کاخصوصی اہتمام کریں تاکہ جماعت وملت کے نونہالوں کودین واخلاق سے آراستہ کرسکیں اورانھیں دین وعقیدہ پرقائم رکھ سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کوایک ہوکردین حنیف، جماعت وجمعیت اورملک وملت کی مخلصانہ خدمت انجام دینے کی توفیق بخشے، ہرطرح کے فتنے اورآزمائش سے محفوظ رکھے اورعالمی مہلک وباکوروناوغیرہ سے سب کی حفاظت فرمائے۔آمین

اپیل کنندگان

اصغرعلی امام مہدی سلفی

امیرمرکزی جمعیت اہل حدیث ہندودیگرذمہ داران

مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

ایسے لوگ اب آسانی سے کہاں ملیں گے

ہمارے ممدوح محترم مولانا محمد طاہر ندوی سلفی مدنی رحمہ اللہ کو بہت زیادہ جاننے کے باوجود ان کی زندگی کے معمولات، خاندانی وجاہت اور تعلیمی دور کے اخلاقیات و سلوکیات سمیت دیگر سرگرمیوں، دلچسپیوں، نشاطات، امتیازات، خطابات، خاندانی حالات، سماجی علاقات، رفاہی خدمات، دینی اجتماعات، شخصی ملاقات ورجحانات کے بارے میں بہت کچھ معلومات نہیں رکھتا ہوں۔ اور اگر وافر وکافی معلومات ہوتی بھی تو ان سب کو موضوع بحث بنانا نہ ہمارے بس کی بات تھی اور نہ ہی میں اسے اس کے شایان شان اور لائق حال بیان وقلمبند کرسکتا تھا۔ مجھے اپنی کوتاہ دستی، کم علمی اور قلم و قرطاس کی دنیا میں بے مائیگی کا خوب احساس ہے۔ عدیم الفرصتی کا بہانہ بھی کافی تعداد میں فراہم کیا جاسکتا ہے۔ اس سب پر مستزاد یہ کہ مذکورہ باتوں کو مولانائے مرحوم کے عزیز واقارب، شاگردان وفرزندان، ابناء و بنات جو لائق و فائق اور صلاح و صلاحیت سے مزین ومعمور ہیں بہتر سے بہتر حیطۂ تحریر میں لاسکتے ہیں اور دنیا جہان کو روشناس کراسکتے ہیں اور جیسا کہ معلوم ہوا ہے کہ مجھے بھی مخمل میں ٹاٹ کا پیوند لگانے اور میدان قلم وقرطاس، بیان حکایات اور ذکر سوانح حیات میں سیاہی سے سہی خون لگا کر شہید ہونے کا موقع میسر کرایا گیا ہے تو میں ان حقیر وقطمیر سطور، بے ربط جملوں، بے ہنگم لفظوں اور بے ترتیب کلمات کے ساتھ مگر کامل اخلاص، قلبی واردات اور دلی جذبات وکیفیات کے ذریعہ کسی طرح کی کوتاہی پر بصد اعتذار اور پیشگی التماس عفو و درگذر کے ساتھ حاضر خدمت ہوں۔

اللہ تعالیٰ محترم مولانا طاہر مدنی صاحب **رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ وغفرلہ وانزل علیہ شآبیب رحمتہ وادخلہ الجنۃ الفردوس الأعلیٰ و حشرہ مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا** کے حق میں قبول فرمالے۔ یہ کلمات مدح وثنا نہیں کہ اس کا حقیقی مستحق وسزاوار صرف اور صرف اللہ جل شانہ وعم نوالہ ہے اور بس **فالحمد للہ اولا و آخرا، ظاھرا و باطنا وعلی کل حال وفی کل مجال و مقال لا الہ الا اللہ سبحانہ ما اعظم شانہ** بلکہ کلمات دعا والتجا اور بطور **اذکروا محاسن موتاکم** کے قبیل سے بدرگاہ الٰہی ہے کہ وہ قبول فرما کر اس کو فرشتوں کے آمین کے ذریعہ مرحوم کے لیے باعث محوسیئات، سبب رفع درجات بنادے۔ ہمارے علماء، دعاۃ، طالبان علوم شریعت، بزرگان دین وایمان، احباب واصدقاء اور خویش واقارب **وجمیع من لھم علینا حق** کے سلسلہ میں ہم سے جو کوتاہیاں ہوتی رہی ہیں اس کے ذریعہ ہم کو معاف ومغفرت فرمادے کہ جانے اور آنے والوں کے لیے تو کم ازکم اپنے اوپر اتنا کہنا فرض سمجھتے ہیں ''رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا ''(سورہ حشر:۱۰) لیکن جو چلے گئے ان سے اپنی معافی تلافی نہیں کی، ان کے حقوق جو ہمارے ذمہ رہ گئے، ان کو معاف نہ کراسکے تو اس طرح کے چند ٹوٹے پھوٹے لفظوں، تحریروں، دعاؤں اور شہداء اللہ علی الارض کے ناطے کچھ حقوق کی ادائیگی اور تلافی مافات کے لیے کوشش کرتے ہیں۔ **ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔**

ہمیں احساس ہے کہ ہم پر ہمارے علماء و معلمین، مبلغین و واعظین، خطباء و مدرسین، طلباء ووجہاء اور فقراء وسفہاء کا کتنا حق ہے۔ میرا ضمیر اگر کسی قدر بھی زندہ ہے تو ہمیں بے چین کرنے کے لیے کافی ہے کہ ہماری ایک دور دراز بستی میں ایک ادنیٰ میاں جی جو صرف ہمارے نونہالوں، جگر پاروں اور ملک وملت کے مستقبل کے رہبروں ومعماروں کو حروف تہجی کے ساتھ دعا ودرود اور کلمہ طیبہ وکلمۂ شہادت سکھا رہے ہیں ان کا احسان مانتے، ان کی خدمت کرتے، ان کی تعریف وتوصیف بیان کرتے، جو کچھ میسر ومقدور ہوتا ان پر نچھاور کرتے اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے اس توفیق پر جوان پر اور مجھ پر ہوئی ہے، پھر ان میاں جی مولوی صاحب کا شکریہ ادا کرتے نہ تھکتے، کہ ان کی قربانیوں سے ہی ہمارا دین وایمان قریہ قریہ ان حالات میں بھی باقی وزندہ ہے اور زندگی کے ان پرخار راہوں اور دین وایمان کی ان کٹھن وکٹھور گذرگاہوں میں بھی ان کے دم قدم سے فرشتے فرش راہ بنے ہوئے ہیں اور ہر طرف سے ہم پر پروپیگنڈوں والزامات اور تہدیدات اور ہمارے خلاف دعاوی ودعوات کے مقابلے میں مچھلیاں سمندر کی تہوں میں دعا ومناجات سے ہمیں نواز رہی ہیں۔ یہ سب کچھ انہیں معلمین ومدرسین ومبلغین کے مرہون منت ہے۔ علماء نہ ہوں گے تو علم کہاں سے ہوگا۔ طالبان علوم نبوت کس کا قصد کریں گے اور جنت کا راستہ کیوں کر سہل ومیسور ہوگا۔ جہل وظلم کیسے مٹے گا، علماء کرام باقی رہیں گے تو طلباء کے قافلے رواں دواں رہیں گے، فرشتے آسمان سے قطار اندر قطار نازل ہوتے رہیں گے اور ان کے جلو و جھرمٹ میں علوم کتاب وسنت اور رشد وہدایت انسانیت کا قافلہ رواں دواں رہے گا۔ ورنہ ظلم وظلمات، کفر وسیئات اور جہالت وسفاہت سے دنیا بھر جائے گی اور ظالم ونادان اور جاہل خلافت وامارت اور حلقہ درس وتدریس سنبھالنے لگیں گے۔ پھر تو سب گمراہ در گمراہ ہوتے چلے جائیں گے۔ اور ہم پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

''ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من العباد، ولکن یقبض العلم بقبض العلماء، حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جھالا''

البخاری عن عبداللہ بن عمر''.

''اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے، بلکہ وہ (پختہ کار) علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے''۔

عزیزو! غور کرو ان مکاتب ومساجد کے بوریہ نشین اگر قوم کے مفلوک الحال بچوں کی تعلیم وتربیت کی پہلی اینٹ فراہم نہ کریں تو وہ آگے چل کر مکمل عالم دین دار العلوموں، مدارس اور معاہد میں پہنچ کر کیسے بنیں گے۔؟ جو علماء پیدا ہوں گے انہیں اٹھالیا جائے گا۔ ادھر نئی نسل بلا مکتب یا تو جاہل محض باقی رہ جائے گی یا علم دین سے مکتبوں کی کمیابی یا نایابی ہوجائے گی۔ یا خالص کنونٹ، دین بیزار، کفر شعار، الحاد و دہریت سے دوچار اور مادیت اور خالص دنیاداری سے سرشار اداروں میں اندھادھند داخل ہونے کی وجہ سے نئی پود نہ آشنا حروف تہجی کتاب وسنت ہوگی چہ جائے کہ وہ عالم و عامل بالکتاب وسنت بنیں۔ ایسے حالات میں ان علماء ومصلحین کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے جو ان مکاتب کے لیے وقف ہیں یا اسے قائم ودائم رکھنے کے لیے شب وروز مایوس کن حالات میں بھی بلاخوف لومۃ لائم اور بغیر کسی احساس کمتری کا شکار ہوئے اس دینی، ایمانی، ملی، وطنی اور انسانی اور عظیم تعمیری وترقیاتی کام میں لگے رہنا اپنی سعادت اور فرض مذہبی واخلاقی ودینی سمجھتے ہیں۔ **و نعم ما یفعلون**

لہٰذا اللہ جل شانہ سے بصد عجز وانکسار قبولیت کے لیے آہ وزاری کے ساتھ یہ سطور اُنہی احساسات کے اجر واحتساب کے طور پر قلمبند کی جارہی ہیں۔ مولانا محمد طاہر ندوی سلفی مدنی صاحب فطرتاً ایک نیک طینت انسان لگتے تھے۔ ان کا سراپا شرافت کا پیکر لگتا تھا۔ وضع قطع، چہرہ مہرا، منہ مکھڑا، بود وباش، چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، بات وچار، رہن سہن، چال ڈھال، سنگت سبھاؤ، اخلاق وکردار، لباس وپوشاک، میل جول، میل ملاپ اور عام برتاؤ میں انہیں دیکھ کر ایک شریف، دیندار اور وضعدار انسان کا خیال گذرتا تھا اور دل ودماغ یقین واذعان پر آمادہ رہتا تھا کہ یہ کوئی شریف و دیندار انسان ہیں۔ نئے زمانے کی بدلتی ہوائیں ان کو چھو کر بھی نہیں لگتی تھیں اور عصر حاضر میں متاع غرور کے جتنے بھی معارض ونمائش لگے ہوئے ہیں اور جن سے ہر طبقہ حتی کہ دینداروں اور ایمانداروں کا جتھا بھی اب محفوظ نہیں رہ پا رہا ہے، ان کی سوداگری سے کوسوں دور ونفور تھے۔ بعض بعض مواقع پر فتویٰ بازی اور تدقیق وتحقیق کی بات سے قطع نظر اسلاف کے نقش قدم کی پیروی اور موجودہ ناقدین علماء و بے بصیرت داعیوں کے رویے سے عاجز آکر بھی دینی ماحول بنائے رکھنے کے لیے بعض باتوں کا مساجد میں اہتمام کرتے تھے اور عامۃ الناس اور علماء کا تعلق مع اللہ اور ربط باللہ اور محاسبۂ نفس کا جو مشاہدہ انہوں نے اپنے بزرگوں میں کیا تھا اور ان اللہ والوں کے اندر پایا تھا اس کو بحال کرنے کے لیے بے چین نظر آتے تھے۔ جس پر کچھ غیر فقیہ اور عاقبت نا اندیش علماء چیں بہ جبیں ہوتے، حکم لگاتے، تبصرے فرماتے۔ میں نے سرعان الناس (جلد باز) جیسے علماء وعوام کے حالات وکیفیات دیکھے ہیں اوراد و وظائف بعد الصلوات المکتوبہ کے ضیاع کا مشاہدہ جس بڑے پیمانے پر ہورہا ہے، مولانا اس پر بیحد ملول خاطر ہوتے تھے، اور کم از کم دعا ودرود کا اہتمام جو عوام کے دل و دماغ سے اوجھل ہوگیا تھا اس کو برتنے کی ترغیب دیتے تھے۔

میں اپنے آپ سے مخاطب ہوکر کہتا ہوں کہ بدعتیں بڑی قبیح وگمراہ کن چیزیں ہیں اور ان سے دوری ومہجوری فرض ہے۔ مگر بعض احادیث جو کل تک بڑی پابندی سے ہمارے اکابر علماء کرام کے یہاں معمول بہ تھیں، وہ ان صحیح احادیث پر بھی عمل پیرا تھے اور اگر بوجوہ ان ضعیف احادیث پر تعامل رہا تو اس سے حکمت سے باز رکھنے کے بجائے بدعت مخرجہ عن الملۃ جیسا برتاؤ کرکے خصوصا ان کے مقابل صحیح ترین احادیث پر عمل کی ترغیب اور اس سلسلہ میں ترھیب پر محنت شاقہ کئے بغیر مجھ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ ہم منبر ومحراب کی زینت بنتے ہی اس پر بدعت شنیعہ وشدیدہ مخرجہ عن الملۃ جیسا حکم لگاکر فتنہ وفساد امت کا سبب بنیں۔ اور جب اسرار شریعت اور نزول دین وقرآن اور تنجیم وتدریج کی بات کریں تو علوم واسرار کے دریا بہائیں اور عمل اس کے بالکل برعکس کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے، مورخ عصر علامہ اسحاق بھٹی کی تحریر کو جو کسی مناسبت سے لکھی گئی جب دعا سے متعلق پڑھی تو مجھ سے رہا نہ گیا۔ حاشیہ پر طنزا لکھ مارا۔ تحقیق انیق اور رائے سدید، مگر حق یہ ہے کہ جب مشاہدے اور تجربے میں بعض علماء ودعاۃ کے بے دھڑک فتاوے وبے محل جوش وخروش بلا موقع ومحل اور سامع کے احوال کے جانے بغیر سنے اور اس پر جو مفاسد مرتب ہوئے کہ دین بیزاری، مساجد کی مہجوری، علماء سے دوری، مساجد کی تقسیم اور جدال ومکابرہ ومقدمہ سے بڑھ کر معاملہ مقاتلہ پر منتج ہوتا نظر آیا تو اس طرح کے تحمس وتضاد کو دیکھ کر بیحد رنج ہوا، ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ جب ہم ایک سنت پر عمل کرانے کے لیے جی جان سے ایک آدمی کے پیچھے نہ لگ سکے، نہ خود عمل پیرا ہوکر اس کو قائل کرسکے بلکہ خود کماحقہ عامل سنت نہ ہوسکے۔ تو ایک ضعیف حدیث کے نام پر جو کل تک علماء کے یہاں معمول بہ رہا اس پر فتنہ کھڑا کریں اور واویلا مچائیں۔ گویا کہ یہ بدعت سیۂ اور منکر عظیم ہے جو پورے دین وایمان اور عقیدہ ومنہج کو ملیا میٹ کردیگا۔؟! اور ہزاروں سنتیں اور ضروری اعمال و اشغال جو دین وایمان والوں کے ذریعہ سے پامال ہوتے رہے، اس کے لیے جان و مال اور وقت کی قربانی نہ دیں۔ مگر اس مسجد ومدرسہ اور معاشرہ میں جہاں دسیوں فساد و فتنہ بلکہ اس سے بڑھ کر منکر عظیم وگناہ کبیر موجود ومالوف ہوں اس کے لیے منبر ومحراب نہ سنبھالیں، نہ مصلین آڑے آئیں، فتنہ وفساد برپا ہوں اور اصلاح ذات البین، آپسی

مت بھید وقطع تعلقات اور مبارزہ ومقاتلہ کا ذریعہ نہ بن جائے۔ عجیب ہمارا جذبۂ ازالۂ منکر ہے۔ حیرت ناک حکمت عملی ہے، بلکہ حقیقت میں بسا اوقات مداہنت اور بے غیرتی ہے اور دوسری طرف ہماری بداندیشی، عجلت پسندی اور بیجا تحمس وغیرت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمادے۔ نبی برحق خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو قمع شرک وبدعات اور محو منکرات وترویج حسنات ونشر کتاب وسنت میں اپنانے کی توفیق ارزانی کرے۔ آمین

محترم جناب مولانا طاہر مدنی رحمۃ اللہ سنت کی پابندی کرتے تھے۔ آج کل جیسا کہ اس سلسلہ میں ڈھیر ساری کوتاہیاں سرزد ہو رہی ہیں۔ عام طور پر سنن ونوافل اور مندوبات ومستحبات کا اہتمام کم ہوتا جا رہا ہے ایسے میں مولانا محمد طاہر مدنی جیسے حضرات بسا غنیمت سمجھے جاتے تھے۔ مولانا محترم روزمرہ کے معمولات میں بھی دین وسنت کے تقاضوں کو پورا کرتے تھے۔ عملا اس پر کاربند رہتے اور دوسروں کو تلقین کرنے سے نہیں چوکتے تھے بلکہ تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری رکھتے، ان کا اس بارے میں خاص اسلوب اور طریقہ کار تھا جس کا ذاتی طور پر مشاہدہ رہا ہے اور اب میں اسے بے حد محسوس کر رہا ہوں اوراد ووظائف کی بڑی پابندی تھی۔ صبح وشام کی دعاؤں اور نشست وبرخاست کے آداب وتعلیمات پر عمل پیرا تھے، دخول وخروج اور سفر وحضر کے معمولات شریعت کے سانچے میں ڈھلے ہوتے تھے، اور مولانا جہاں اس پر عملاً کاربند تھے، مشن کے طور پر خود برتتے اور اوروں کو بتاتے اور سمجھاتے تھے۔ اس دل وجگر کے داعی ومبلغ اور مربی خال خال ہی نظر آتے ہیں۔

مولانا رحمہ اللہ میں ایک اور خوبی بدرجہ اتم موجود تھی اور وہ یہ کہ آپ شریعت اور دین کی باتوں کو پیش کرنے میں جھجک کے شکار نہیں ہوتے تھے۔ چونکہ آپ ذاتی طور پر متشرع اور ظاہری طور پر بھی عالم دین اور باشرع شخصیت کے حامل انسان تھے۔ اس لیے لوگ آپ کا احترام کرتے تھے اور آپ کی باتوں کا برا ماننے کے بجائے سنتے تھے اور خیال رکھتے تھے۔ ویسے بھی آپ کو دین کے معاملے میں لومۃ لائم کی پرواہ نہ تھی۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے ''**من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ**'' ۔مولانا مہمان نواز تھے، بلکہ مہمان نوازی اور ضیافت ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ میں نے سنا ہے اور یہ بات حد تواتر کو پہنچی ہوئی معلوم ہوئی کہ آپ اپنی مادر علمی وتدریسی مرکز اور معروف ومشہور علمی وتعلیمی ادارہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ، لہیریا سرائے، دربھنگہ، خصوصا مسجد میں مہمانوں کی تلاش میں رہتے اور کسی بھی اجنبی شخص پر نظر پڑتے ہی اسے اپنے ساتھ لیتے اور دولت کدہ پر لے جاتے، ضیافت فرماتے، مہمان نوازی کرتے اور بیحد خوش ہوتے۔ سنا ہے کہ بسا اوقات طلبہ کو بھی گھر لے جاتے اور انہیں کھانا کھلاتے، ماحضر پیش کرتے، خوش ہوتے اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتے۔ بعض حضرات آپ کے بعض اقدامات واصلاحات پر نکتہ چینی کرتے تھے اور کون ہے جس کی ہر بات نکتہ چینی اور نقص سے پاک ہے اور اگر اس عیب جوئی وحرف گری اور خوردہ گیری کو درست بھی مان لیں تو بھی یہ بقول بعض ''**کفی بالمرء نبلاً ان تعد معایبہ** '' کے تحت ان کے اچھے اور نیک وصالح ہونے کی دلیل ہے۔

ایسے نکتہ چیں حضرات بھی مولانا کی مہمان نوازی کی تعریف کرتے تھے اور بڑی سنجیدگی سے اس خوبی وفضیلت پر دل سے قدردانی کا اظہار فرماتے تھے۔ دراصل ایسے زمانہ میں جبکہ لوگ تیزی سے بدلتے چلے جا رہے ہیں۔ دین واخلاق اور مذہبی ومعاشرتی وخاندانی اقدار وروایات سے کوسوں دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اپنے خاص رشتہ داروں کے علاوہ کسی بھی رشتہ وناطہ اور تعلق کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اجنبی ومسافر کا تو کچھ پوچھنا ہی نہیں کہ ان کے بھی کچھ حق وحقوق ہیں۔ مولانا جیسے لوگ بسا غنیمت تھے اور ان جیسوں کو نہ پا کر بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ''ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے''۔

ابھی حالیہ دنوں کلیہ عائشہ گونڈوی ممبئی میں طالبات کی فراغت کی مناسبت سے اجلاس عام تھا۔ اس کی صدارت کی ذمہ داری کے ساتھ بخاری شریف کا آخری درس بھی مجھے دینا تھا۔ یعنی ختم صحیح بخاری شریف کرانی تھی اور بھیونڈی کے فاطمہ نگر میں مدرسہ بیت السلام السّلفیہ اور جامع مسجد الفتح کے سالانہ اجلاس عام میں شرکت کے لیے چند احباب کے ساتھ جانا ہوا۔ اثنائے سفر مولانا منظر احسن سلفی صاحب کی موجودگی میں عزیزم ومکرم جناب محمود عالم عرف منے بھائی پونے والے جو مولانا طاہر مدنی رحمہ اللہ کے دور کے رشتہ دار بھی ہیں نے بتایا کہ مولانا اصلاح امور، تبلیغ دین اور تعلیم وتربیت کے بڑے حریص اور انتہائی مشتاق تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری چھوٹی سی غریب بستی میں جب سنا کہ کوئی مکتب، مدرس اور امام نہیں ہے اور صوم وصلوۃ اور بچوں کی تعلیم وتربیت کا کوئی نظم نہیں ہے جس سے غربت کے مارے لوگوں کے دین وایمان اور بچوں کے جاہل مطلق رہ جانے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ سنتے ہی میرے گاؤں میں تشریف لائے اور اپنی طرف سے ایک معلم وامام کو بحال کیا اور بتایا کہ حتی الامکان ان کی تنخواہ کا نظم میں خود کروں گا۔ تم لوگ ان کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا بندوبست کرلو، گاؤں میں اس کے لیے کوئی شخص تیار نہ ہوا جس پر بیحد رنجیدہ ہوئے اور قریب تھا کہ کوستے، ڈانٹتے، سمجھاتے اور اب بددعائیں نہ دینے لگیں، صاف صاف درد دل کا اظہار فرما رہے تھے کہ ایسی بستی پر اللہ کی رحمت کیسے آئے گی؟ بستی والو! ڈرو ورنہ اللہ کا عذاب آجائے گا۔ ان کی اس حالت اور کیفیت اور غیرت وحماس کو دیکھ کر راوی منا بھائی کہتے ہیں کہ میں نے اس زمانہ میں اپنی کمزور معاشی حالت اور نوعمری میں جب کہ ابھی ابھی تھوڑے سے کاروبار شروع کئے تھے اس کے باوجود مدرس وامام کے طعام وقیام کا نظم کرنے کی ذمہ داری لے لی اور اس کو آج تک مدتوں سے پورا کر رہا ہوں بلکہ اب تنخواہ کا انتظام بھی میں ہی کرتا ہوں۔ اس واقعہ سے اندازہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں کہ مولانا کے یہاں تعلیم وتربیت اور مساجد ومدارس اور مکاتب جو

ہمارے دینی وجود کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں کے قیام وانتظام اوران کے جاری وساری رکھنے کا کس قدر اہتمام تھا۔ وہ دینی ودعوتی اعتبار سے کس قدر فکرمند رہتے تھے۔ جس وقت منے بھائی یہ باتیں بیان فرمارہے تھے میں کسی اور دنیا میں کھویا ہوا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اس دنیا کی بھاگ دوڑ میں اگر اس طرح کی توفیق کسی کے حصے میں آتی ہے تو یہی حاصل زندگی ہے۔ یہ مولانا کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔ مولانا کے اس دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد جب کہ علائق دنیا کے ساتھ ساتھ اجروثواب کا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا ہے اس طرح کے عظیم کام ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں جس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہوسکتی ہے؟ پتہ نہیں منے بھائی کی طرح اس بستی اور دیگر کتنی ہی بستیوں میں کتنے ہی لوگ ہیں جو دیندار اور دین کے لیے جانثار بن گئے ہوں گے، تو کتنے بچے دعا، درود کے علاوہ صوم وصلاۃ کے پابند ہوگئے ہوں گے اور عالم دین بن کر دین اور ملک وملت کی خدمت کررہے ہوں گے۔ یہ تو ایک بستی کا حال ہے۔ حق تو یہ ہے کہ انسان کوشش کرے۔ اللہ جل شانہ برکتوں سے نوازنے والے ہیں۔ اپنے چاہنے والوں اور اس کی راہ میں جانفشانی وقربانی پیش کرنے والوں کو اپنی رضا اور خوشنودی کی راہ دکھا بھی دیتے ہیں اور چلا بھی دیتے ہیں اُنھی کا وعدہ ہے اور خوشخبری بھی کہ ’’وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْن‘‘۔ (سورہ عنکبوت:٦٩)

اللہ تعالیٰ مولانا کی لغزشوں کو معاف فرمادیں اور اس طرح کی نیکیوں کو قبول فرمالیں اور صدقہ جاریہ بنادیں، موجب حدیث رسول عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مولانا نے کتنی ہی مساجد، مدارس، مآذن ومنابر ومحراب سے دین کو عام کیا ہوگا۔ کتنے ہی شاگردان رشیدان ان کے لیے دعا گو ہوں گے اور ان کے علوم سے دوسروں کو بھی فیضیاب کررہے ہوں گے اور یہ معلوم ہے کہ آپ کی اولاد نیک ہے، وہ اپنی دعوات صالحہ میں ان کو یاد رکھ رہی ہے تو یہ سب صدقہ جاریہ بعداز مرگ بھی مولانا کے لیے باعث اجروثواب بنتے رہیں گے۔ **ولیس ذلک علی اللہ بعزیز**

یہ چند سطور بطور طیب خاطر خود نیز احباب اور خاص طور پر عزیزم محمد بن مولانا طاہر مرحوم کی طلب پر اور بسبب ادائے بعض حقوق علماء مرحومین سپرد قلم کردیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور باعث اجروثواب ومغفرت ونجات بنادے کہ مولانا سے محبت محض دین وایمان اور اللہ ورسول کے واسطے تھی، ان کے مادر علمی اور تعلیمی وتدریسی مرکز مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمادے اور ہمارے تمامی علماء کرام وعوام ’’بل احیاء منھم الاموات‘‘ کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ **اللھم اغفر لھم وارحمھم. ولا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم.**

☆☆☆

تاریخ ردقادیانیت اور خدمات اہل حدیث کے سلسلہ میں معلومات کا خزانہ

ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کے قلم سے

تحریک ختم نبوت (1 تا 25 جلدیں)

تاریخ اھل حدیث (1 تا 9 جلدیں)

مکتبہ ترجمان کی مطبوعات پر 50% کی رعایت، مدارس، جامعات، مکتبات اور تاجران کتب درج ذیل پتہ سے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان

اہل حدیث منزل، 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔110006

فون: 011-23273407، فیکس: 011-23246613

سیلاب اور دیگر آفاتِ ارضیہ وسماویہ سے جانی ومالی نقصانات

تعاون اور دُعا کی اپیل

ملک کے متعدد مقامات خصوصاً صوبہ مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، بہار، یوپی، اتراکھنڈ اور کیرالہ وغیرہ کے بعض اضلاع کے اندر غیر معمولی بارش کی وجہ سے سیلاب کی ابتر صورت حال اور دیگر آفات ارضیہ وسماویہ کے نتیجہ میں ہونے والے بھاری جانی ومالی نقصانات شدید رنج وغم کا باعث ہیں اور اس مصیبت کی گھڑی میں آپ سبھی سے انسانیت کے ناطے تعاون اور دعا کی اپیل ہے۔

مصیبت زدہ علاقوں میں سیلاب کے سبب تباہی بڑھتی ہی جارہی ہے، لہٰذا متاثرین صبر وتحمل کا دامن تھامے رہیں اور آپسی بھائی چارہ اور باہمی تعاون کا خاص خیال رکھیں۔ علاوہ ازیں تمام ہمدردان قوم وملت سے بلاتفریق مذہب اپیل کی جاتی ہے کہ وہ مصیبت کی اس گھڑی میں انسانیت کے رشتے کو نبھاتے ہوئے اپنے بھائیوں کی بھرپور امداد اور دُعا کریں۔ اسی طرح صوبائی ومرکزی حکومتوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ متاثرین کی راحت رسانی، بازآبادکاری نیز نقصانات کے معاوضہ کے سلسلہ میں مناسب اقدامات کریں۔

مرکزی جمعیت نے مصیبت کی اس گھڑی میں متاثرین کے لیے دعا اور تمام بھائیوں خصوصاً اپنی تمام صوبائی شاخوں کے ذمہ داروں سے ان کی امداد کے لئے اپنے اپنے صوبوں سے بھرپور تعاون کی اپیل کرتی ہے۔ بلاشبہ اتنے بڑے پیمانے پر جان ومال کی تباہی وبربادی، قدرتی نظام کا حصہ ہے اور اس طرح کی آفات ارضی وسماوی، زمین پر بسنے والے ہم انسانوں کے گناہوں کے عام ہوجانے کی وجہ سے بھی آتی ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ سنبھلنے کے لئے کبھی کبھی اپنی نشانیاں ظاہر کرتا ہے اور اپنے بعض بندوں کو آزماتا ہے لہٰذا اس سے بندوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے اور صبر واحتساب سے کام لینا چاہئے اور عالمی پیمانے پر جہاں بھی لوگ قسم قسم کی پریشانیوں میں مبتلا اور مصیبت زدہ ہیں سب کے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرنی چاہئے اور تعاون میں جہاں تک ممکن ہو حصہ لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ متاثرین کی خصوصی مدد فرمائے اور ہم سب کو ہر طرح کی بلاؤں وبیماریوں سے محفوظ رکھے اور خیر کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

اپیل کنندگان

اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

ودیگر ذمہ داران واراکین

چیک / ڈرافٹ ان ناموں سے بنائیں:

Ahle Hadees Relief Fund
A/c No. 200110100007015
Bombay Mercantile Cooperative Bank LTD
IFSC Code: BMCB0000044
Branch: Darya Ganj, New Delhi

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

رپورٹ: الحاج وکیل پرویز
قائم مقام امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر

محترم امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی رحفظہ اللہ کی قیادت میں

۶/روزہ دعوتی و تنظیمی دورہ مہاراشٹر بحسن و خوبی اختتام پذیر

صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر کے ذمہ داران خصوصا قائم مقام امیر و ناظم مالیات مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند الحاج وکیل پرویز صاحب کی فکرمندی اور ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر مولانا سرفراز احمد اثری صاحب، نائب ناظم انجینئر عظمت اللہ شیخ صاحب اور خازن جناب حنیف انعامدار صاحب وغیرہم کی حسن تنسیق سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کی قیادت میں مورخہ ۲۱/ستمبر تا ۲۶/ستمبر ۲۰۲۱ء چھ روزہ دعوتی و تنظیمی دورہ صوبہ مہاراشٹر جس میں صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر کے ذمہ داران بطور خاص الحاج وکیل پرویز صاحب، مولانا سرفراز احمد اثری صاحب، جناب حنیف انعامدار صاحب، انجینئر عظمت اللہ شیخ صاحب وغیرہ شریک رہے، بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ چونکہ صوبائی جمعیت کی اکائیوں کو سخت شکایت تھی کہ برسہا برس سے صوبائی جمعیت نے کبھی بھی باضابطہ مرکز کے ذمہ داروں کا دورہ باوجود مطالبہ کے نہیں کرایا تھا۔ اس لئے امیر محترم کے دورہ کی خبر سے ہی پورے صوبے میں کافی جوش وخروش پایا جارہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ قافلہ جہاں اور جس مقام سے بھی گزرا احباب جماعت و ذمہ داران جمعیات اہلحدیث نگاہیں فرش راہ کیے رہے، انہوں نے امیر محترم اور اراکین وفد کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا اور ان سے ملاقات کر کے غیر معمولی خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس چھ روزہ دورے کے دوران امیر محترم کی متعدد اضلاع کے ذمہ داران واحباب سے ملاقاتیں ہوئیں اور جماعتی احوال ومسائل پر تبادلہ خیال ہوا۔ اور حالات سے آگاہی حاصل کی گئی۔ اجتماعات منعقد ہوئے، وعظ وتذکیر کی متعدد مجالس سجیں اور پریس کانفرنسوں کا انعقاد عمل میں آیا جس میں موجودہ ملکی وملی اور جماعتی امور ومسائل پر جماعت وجمعیت کے موقف کی وضاحت کی گئی۔

اس تاریخی دورے کا آغاز ۲۱/ستمبر، منگل کو ہوا جب امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ ناگپور تشریف لائے جہاں ان کا شایان شان استقبال کیا گیا اور آپ کی سربراہی اور الحاج وکیل پرویز صاحب قائم مقام امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر، انجینئر عظمت اللہ شیخ صاحب نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر اور جناب مجیب خان صاحب نائب ناظم شہری وضلعی جمعیت اہل حدیث ناگپور کی معیت میں یہ قافلہ توحید وسنت سیونی مدھیہ پردیش کے لیے روانہ ہوگیا۔

سیونی پہنچنے پر قافلہ کا پہلا پڑاؤ جنتا نگر بوردیہی میں واقع معروف عالم دین مولانا عبدالودود مدنی صاحب رکن شوریٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے دولت کدے پر ہوا وہاں پر مولانا عبدالودود مدنی صاحب کے ہمراہ مولانا عبدالقدوس عمری صاحب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مدھیہ پردیش، مولانا عبدالحق عمری صاحب، نائب امیر شہری وضلعی جمعیت اہلحدیث سیونی، مولانا راشد سلفی صاحب، مولانا عبدالواحد سلفی صاحب، مولانا عبدالواحد فیضی صاحب، مولانا عبید عمری صاحب، مولانا شکیل احمد عمری صاحب، مولانا عبدالمقیت صاحب، مولانا عقیل احمد عمری صاحب، مولانا اسداللہ سنابلی صاحب، مولانا عبدالجبار عالم صاحب وغیرہم نے وفد کا پرجوش استقبال کیا۔ چونکہ مولانا عبدالودود مدنی صاحب کے والدگرامی کا کچھ عرصہ قبل انتقال ہوگیا تھا۔ اس لیے امیر محترم اور اراکین وفد نے مولانا کو قلبی تعزیت پیش کی اور مرحوم کے لیے مغفرت وبلندی درجات کی دعا فرمائی۔ احباب سے ملاقات اور جماعتی احوال وکوائف کی جانکاری لینے کے بعد یہ قافلہ وہاں سے ملحق گاؤں کانیواڑا کے لیے روانہ ہوا۔ کانیواڑا پہنچ کر امیر محترم نے ضلعی جمعیت اہلحدیث سیونی کے سابق امیر جناب محمد ریحان پٹیل مرحوم کے اہل خانہ ومتعلقین سے تعزیت کی اور پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق قریب کی جامع مسجد میں نماز ظہر کی امامت فرمائی اور نماز کی ادائیگی کے بعد حسب اعلان آپ کا نصیحت آموز خطاب ہوا۔ جس میں اعیان منطقہ کے علاوہ علماء وعوام کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ تمہیدی کلمات مولانا عبدالقدوس عمری نے پیش کئے جس میں جماعت کی مختصر تاریخ بیان کرنے کے بعد امیر محترم کے کارناموں کو جمعیت کی تاریخ میں بے مثال قرار دیتے ہوئے بڑے جذباتی انداز میں کہا کہ امیر محترم کے ہاتھوں جمعیت میں جو کارنامے انجام پائے ہیں ان کو بیان کرنے کے لئے ایک دفتر چاہیے۔ مثلاً اہل حدیث کمپلیکس جس کا کوئی نام نہیں جانتا تھا اس میں کئی عظیم الشان دومنزلہ وسہ منزلہ بلڈنگوں کی تعمیر، المعہد العالی برائے تعلیم افتاء وقضاء ودعوۃ وتبلیغ اور مکتبہ سید نذیر حسین محدث دہلوی کا قیام، اہل کمپلیکس میں بڑے پیمانے پر سمپوزیموں اور تنظیمی وتعلیمی کنونشنوں کا انعقاد اور ان پروگراموں میں سابق وزیراعظم، مرکزی وزرائے داخلہ وخارجہ، وزرائے اعلیٰ، ممتاز مذہبی رہنماؤں اور ذمہ داران ملی تنظیموں کی شرکت۔ دہشت گردی مخالف آل انڈیا سیمیناروں کا انعقاد اور ان میں دہشت گردی مخالف اجتماعی فتوؤں کا اجراء، ائمہ حرمین اور بیرون ممالک کے وزراء اور وجہاء کا استقبال، علاقہ جامع مسجد دہلی میں از

سرنواہل حدیث منزل کی چارمنزلہ عمارت کی تعمیر ،اردو، ہندی، انگریزی اور عربی زبانوں میں مجلّات کی تجدیداور پابندی کے ساتھ اجراء، رسائل وجرائد کے دسیوں خصوصی شماروں کی اشاعت، اردو، ہندی اور انگریزی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم، بخاری شریف وسنن دارمی کے ترجموں، سیمیناروں کے متعدد مقالوں، پچیس جلدوں میں تحریک ختم نبوت جیسی عظیم الشان تاریخی ودستاویزی کتابوں کی اور بہت ساری دینی ودعوتی اور تعلیمی وتربیتی اورنصابی کتب کی اشاعت، متعدد عظیم الشان آل انڈیا اہل حدیث کانفرنسوں ،مسابقات حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم اور دورات تدریبیہ برائے ائمہ ودعاہ ومعلمین کا کامیاب انعقاد، انیس صوبوں سے بڑھا کر ۲۳صوبوں میں جمعیتوں کی تشکیل اور ان میں دعوتی وتربیتی اور تنظیمی سرگرمیوں کا انتظام، مسلم وغیر مسلم تنظیموں ،دنیا کے مختلف ممالک وبلدان اور براعظموں کی کانفرنسوں اورمیٹنگوں میں جمعیت کی نمائندگی وعضویت، آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے نائب صدر اور رکن سپریم گائیڈنس کاؤنسل کی حیثیت سے اس کی سرپرستی وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ

سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

پھر جماعت کے مختلف ذمہ داران واحباب سے ملاقاتیں ہوئیں اور پرسش احوال ہوئی۔ اسی دوران امیر محترم اور الحاج وکیل پرویز صاحب نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ امیر محترم نے جماعتی سرگرمیوں اور ملک کے حالات پر روشنی ڈالی جب کہ الحاج وکیل پرویز صاحب نے جماعتی سرگرمیوں کا تذکرہ فرمایا۔ بعد ازاں موقر قافلہ نے سیونی میں واقع معروف دینی وتربیتی اور دعوتی ادارہ اوراس علاقہ کی تاریخی، تعلیمی، تربیتی اورمرکزی درسگاہ مدرسہ فیض العلوم کا دورہ بھی کیا۔ جہاں وفد کا پرتپاک استقبال ہوا۔ پھرامیر محترم نے مدرسہ کے اساتذہ سے خطاب فرمایا اور علمی گفتگو کے ساتھ تعلیم وتربیت کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے فرائض ومسئولیت کا ذکر کرتے ہوئے ان کی خدمات کو سراہا۔ پھر جماعت کے مزید ذمہ داران سے ملاقات کرتے ہوئے شب میں ناگپور واپسی ہوئی۔

اگلے دن ۲۲/ستمبر ۲۰۲۱ء بدھ کو مولانا سرفراز احمد اثری صاحب ناظم صوبائی جمعیت اہلحدیث مہاراشٹر شولاپور سے اور جناب حنیف انعامدار صاحب، خازن صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر اورنگ آباد سے ناگپور تشریف لائے اور پھر چھ افراد پر مشتمل مرکزی وصوبائی اعلیٰ سطحی وفد ناگپور سے روانہ ہوکر مواڑ پہنچا جہاں مسجد عبدالقدیر میں گاؤں کے افراد بڑی تعداد میں اکٹھا تھے۔ حاجی عبدالستار دادومیاں نائب امیر شہری وضلعی جمعیت اہل حدیث ناگپور نے اپنے ساتھیوں محمد اکبر پٹیل اور محمد نعیم پٹیل وغیرہم کے ساتھ وفد کا استقبال کیا۔ یہاں امیر محترم نے پندونصائح کیے اور مل جل کر اتحاد سے کام کرنے پر زور دیا۔

وہاں سے یہ قافلہ سیندور جنا گھاٹ پہنچا جہاں پر مسجد میں جماعتی افراد نے بڑی تعداد میں اکٹھا ہوکر امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغرعلی امام مہدی سلفی صاحب، قائم مقام امیر صوبہ اوروفد کا استقبال کیا۔ وہاں بھی آپ نے مسلمانوں کے دینی فرائض وواجبات نیز حب الوطنی کی اہمیت وضرورت پر اظہار خیال فرمایا۔ جماعتی سرگرمیوں کا تفصیل سے ذکر کیا اور سب کو اتحاد واتفاق کے ساتھ رہنے کی تلقین فرمائی۔

وہاں سے یہ قافلہ ایک اہم مقام برور پہنچا جہاں مسجد میں بڑی تعداد میں لوگ امیر محترم اور قافلے کے منتظر تھے۔ خصوصی طور پر محمد حبیب اللہ صاحب، امیر الدین قاضی صاحب، مولانا عبدالباسط صاحب اور ساجد صاحب وغیرہم آپ کے استقبال میں پلکیں بچھائے رہے۔ یہاں بھی امیر محترم نے پرسوز خطاب کیا جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ وہاں سے یہ قافلہ شام کے وقت مورسی گھاٹ کے لیے روانہ ہوا اورمورسی گھاٹ پہنچ کر احباب جماعت سے ملاقات اور پندونصائح کرتے ہوئے ایک اہم مقام آکوٹ پہنچا۔ جہاں مسجد میں بڑی تعداد میں لوگ جمع تھے۔ یہاں امیر محترم اور قافلے کے اراکین نے کافی وقت گزارا اور سینکڑوں حاضرین سے پرمغز خطاب فرمایا۔ الحاج وکیل پرویز صاحب نے بھی جماعتی سرگرمیوں اور تاریخ اہل حدیث پر بھرپور روشنی ڈالی اور یہ واضح کیا کہ امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ صاحب کے دور میں جمعیت کے پلیٹ فارم سے وہ کارنامے انجام دیے گئے ہیں جن کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ دہلی میں وسیع وعریض اہل حدیث کمپلیکس کی تعمیر اور اہل حدیث منزل کی کثیر منزلہ عمارت کی تعمیر کے ساتھ ساتھ سینکڑوں کتابوں کی اشاعت، تیئیس صوبوں کو جماعت کی ایک کڑی میں پروکر رکھنا، پورے ہندوستان کا دورہ کرکے جمعیت وجماعت کو مضبوط اور متحد کرنا، چاروں رسالوں کا جاری وساری رکھنا، سات آل انڈیا اہل حدیث کانفرنسوں کا انعقاد، ہرسال آل انڈیا دورہ تدریبیہ برائے ائمہ ودعاۃ ومعلمین اور آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر کا انعقاد جیسی اہم سرگرمیوں کو انہوں نے ہی انجام دیا۔ جماعت میں ایک نئی روح پھونک کر اسے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ عالمی نقشہ پر لانے میں انہوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔

اس جلسے کے اہتمام میں خصوصی طور پر محمد مجیب صاحب، ماسٹر مجیب خان صاحب، معین علی صاحب اور امان اللہ خان صاحب نے خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء

رات کا قیام آکولہ میں ہوا۔ مورخہ ۲۳/ستمبر ۲۰۲۱ء بروز جمعرات امیر محترم نے آکولہ کی مسجد اہل حدیث میں فجر کی نماز کے بعد درس دیا، احباب جماعت سے ملاقات کی اور انھیں مفید مشوروں سے نوازا۔ پھر وہاں سے ہم جلگاؤں کے لیے روانہ ہوئے۔ جلگاؤں پہنچ کر ہم نے جناب فاروق اعظمی صاحب مرحوم سابق رکن شوریٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے گھر گئے اوران کے بیٹے انجینئر زاہد فاروق صاحب اور احباب سے ملاقات ہوئی۔ دراصل یہاں احباب وفد کے استقبال اور خطاب امیر سننے کے منتظر تھے مگر غیر معمولی تاخیر ہوجانے کی وجہ سے اوراگلے پروگراموں کے

متاثر ہونے کے اندیشہ سے عوامی پروگرام کرنے سے معذرت کرلی گئی۔البتہ ان کی پرتکلف ضیافت سے محظوظ ہوکران کی دلجوئی کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہاں امیر محترم کے علاوہ الحاج وکیل پرویز صاحب نے فاروق اعظمی مرحوم صاحب کی جماعتی خدمات کا ذکر کے انہیں خراج عقیدت پیش کیا اوران کے لیے دعائے مغفرت کی، اہل خانہ کو تسلی دی اوراحباب جماعت سے ملاقات کرکے یہ قافلہ دھولیہ کے لیے روانہ ہوگیا۔

دھولیہ میں عصر کے وقت ڈاکٹرظہور احمد صاحب سابق امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث دھولیہ کے مکان پر پہنچے جہاں دھولیہ کی جماعت کے افراد پہلے سے جمع تھے۔ جنہوں نے وفد کا استقبال کیا۔خیرخیریت کے بعد دعوتی وتربیتی امور پرتبادلہ خیال ہوا۔ اس دوران بعض احباب نے تنظیم کے تعلق سے امیرمحترم سے سوالات کیے۔امیرمحترم نے انہیں معقول جواب دے کر مطمئن فرمایا۔اورسب نے اعتراف کیا کہ نئی تشکیل شدہ صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر صحیح راستے پر گامزن ہے۔اوراسی کا کارنامہ ہے کہ وہ مرکز کے ذمہ داروں کا دورہ اتنے منظم اور بڑے پیمانے پرکرارہی ہے۔مغرب کی نماز مسجد اہلحدیث دھولیہ میں ادا کی گئی۔ چونکہ پہلے سے ہی امیرمحترم کی آمد کا اعلان ہو چکا تھا اس لیے مسجد میں بڑی تعداد میں لوگ حاضر رہے۔ بعد نماز مغرب امیرمحترم نے پر مغز خطاب کیا۔بعدہ ڈاکٹر صاحب کے دولت کدہ پر پرتکلف طعام وقیام تھا لیکن اسی رات دھولیہ سے مالیگاؤں کے لیے وفد کی روانگی ہوئی۔

مورخہ ۲۴ر ستمبر، جمعہ کو اعلان کے مطابق مسجد اہل حدیث جعفرنگر، مالیگاؤں میں امیرمحترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے خطبہ جمعہ دیا۔ جب کہ مسجد اہل حدیث نیاپورہ میں مولانا سرفراز احمد اثری صاحب نے خطبہ دیا۔خطبے کے بعد ہوٹل میزبان کے وسیع ہال میں پرنٹ والکٹرانک میڈیا سے امیرمحترم نے خطاب فرمایا اور میڈیا کے ہرسوال کے جواب سے انہیں مطمئن کیا۔جب ایک پریس رپورٹر نے ڈاکٹر سعید فیضی صاحب کی نام نہاد تنظیم کا تذکرہ کیا تو امیرمحترم نے الحاج وکیل پرویز صاحب سے جواب دینے کے لیے کہا، چنانچہ جناب الحاج وکیل پرویز صاحب نے کہا کہ ڈاکٹر سعید احمد فیضی صاحب کو مرکز اورصوبہ کے ذمہ داروں نے کئی چانس دیئے مگر ان کے غیر دستوری اور منمانی الیکشن کی مجلس کو حافظ جمیل اور دیگرلوگوں نے چلنے نہیں دیا۔خصوصاً ایک صاحب کے منمانے طور پر ناظم اعلیٰ کا اعلان کرنے پرلوگ بپھر گئے۔ یہ دوبارہوا جس پراسی مجلس میں ڈاکٹر صاحب نے جمعیت کو معطل کرکے ایڈھاک کمیٹی بنانے کا مطالبہ مرکز کے مشاہدین سے کیا اوراس کے لئے بضد رہے چنانچہ اسی مجلس میں ایڈھاک کمیٹی بنانے کا اعلان ہوگیا۔ایڈھاک کمیٹی کے ذریعہ اس منتخب صوبائی جمعیت کے ہوتے ہوئے سنا گیا ہے کہ انہوں نے الگ سے صوبائی جمعیت کا دعوی کیا ہے جوسراسر غیر دستوری، غیر اخلاقی اور ہٹ دھرمی پرمبنی ہے جس کا عوام اور مرکز سے کوئی دستوری تعلق نہیں ہے۔واضح ہوکہ تقریبا ڈیڑھ سال قبل مالیگاؤں میں پورے مہاراشٹر کے احباب جماعت اکٹھا ہوئے جہاں نیا انتخاب مرکزی مشاہدین کی موجودگی میں شفافیت کے ساتھ انجام پذیر ہوا۔جس میں متفقہ طور پر مولانا محمد اسلم جامعی صاحب مرحوم کو امیر، مولانا سرفراز احمد اثری صاحب کو ناظم اعلیٰ اور جناب حنیف انعامدار صاحب کو خازن منتخب کیا گیا۔مولانا اسلم جامعی صاحب کے انتقال کے بعد قائم مقام امیر کی ذمہ داری مجھ ناچیز کے کندھے پرڈالی گئی ہے۔تب سے اب تک یہی جمعیت پورے مہاراشٹر میں کام کررہی ہے اور مرکزی جمعیت کی تائید اسی جمعیت کو حاصل ہے۔ڈاکٹر سعید احمد فیضی صاحب کی غیر دستوری جمعیت سے مرکز کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ پریس کانفرنس کے بعد بڑی تعداد میں مالیگاؤں سے جماعتی افراد نے امیرمحترم سے ملاقات کی اور مرکزی جمعیت کی سرگرمیوں پراطمینان کا اظہار فرمایا۔ بعد نماز عصر اور میڈیا سینٹر میں پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جہاں بڑی تعداد میں صحافی حضرات موجود تھے۔ جہاں الحاج وکیل پرویز صاحب نے صوبائی جمعیت اہلحدیث مہاراشٹر کا بحیثیت قائم مقام امیر تعارف پیش کیا اور صوبائی جمعیت کی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا۔

بعدازاں امیرمحترم نے حب الوطنی کے موضوع پرخطاب فرمایا اور حالات حاضرہ پر رپورٹروں کے سوالات کے تشفی بخش جوابات دیے۔

عشاء کی نماز مسجد اہل حدیث نیاپورہ میں ادا کی گئی۔مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ مقررہ پروگرام کے مطابق تلاوت قرآن پاک کے بعد الحاج وکیل پرویز صاحب نے صوبائی جمعیت کی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا اور مالیگاؤں میں ڈاکٹر سعید فیضی صاحب کے ذریعہ غیر دستوری تنظیم بنا کر لوگوں کو دھوکہ دینے کی سازش کا پردہ فاش کیا۔ بعدازاں امیرمحترم نے پرمغز وطویل خطاب فرمایا جسے تمام حاضرین نے بغور سنا۔مالیگاؤں میں ان تمام پروگراموں کو انجام دینے میں خصوصی طور پر امیر شہری جمعیت مالیگاؤں مہاراشٹر اقبال سرصاحب، حافظ عبدالرحمٰن محمدی صاحب ناظم اعلیٰ شہری جمعیت مالیگاؤں اور نوید سرصاحب نائب ناظم وغیرہ ذمہ داران واحباب نے غیر معمولی کردار ادا کیا۔اوراللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق اوران ذمہ داران واحباب کی کوششوں سے شدید بارش کے باوجود سارے پروگرام کامیابیوں سے ہمکنار ہوئے۔ بعدازاں یہ قافلہ رات بارہ بجے مالیگاؤں سے شولہ پور کے لیے روانہ ہوگیا۔

مورخہ ۲۵ر ستمبر ۲۰۲۱ء کو یہ قافلہ صبح گیارہ بجے شولہ پور پہنچا۔ جہاں شہر سے ایک کلومیٹر پہلے ہی بڑی تعداد میں احباب جماعت خصوصی طور پر امیرمحترم اور وفد کے استقبال کرنے کے لیے موجود تھے۔ان کی معیت میں یہ قافلہ شہر میں داخل ہوا اور وہاں کے ریسٹ ہاؤس میں گیا جہاں شہری جمعیت اہل حدیث شولہ پور کے عہدیداران کو مل جل کر رہنے اتحاد واتفاق کے ساتھ کام کرنے کے تلقین کی۔اسی ہال میں عصر کے بعد پریس کانفرنس بھی ہوئی۔ جس میں سبھی زبانوں کے صحافی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ چونکہ وہاں بھی کچھ شرپسند عناصر نے ایک متوازی جمعیت تشکیل دے رکھی ہے۔لہٰذا الحاج وکیل پرویز صاحب نے بہت واضح طور پر صحافیوں کے سوالوں

کے جواب میں کہا کہ آپ کے شہر میں اصل تنظیم وہ ہے جس کے ذمہ داران آج یہاں پریس کانفرنس میں موجود ہیں جن کا ابھی تعارف پیش کیا گیا ہے۔

پریس رپورٹر نے پھر سوال کیا کہ کچھ دنوں قبل ڈاکٹر سعید احمد فیضی صاحب یہاں آئے ہوئے تھے اور یہ افراد انہی کی تنظیم سے جڑے ہوئے ہیں جس پر وکیل پرویز نے نہایت واضح طور پر عرض کیا کہ ڈاکٹر سعید فیضی صاحب کی تنظیم فیک ہے تو اس سے منسلک تمام تنظیمیں خواہ کسی بھی شہر میں ہوں وہ غیر دستوری اور غیر قانونی ہیں۔ اس کے بعد امیر محترم نے خطاب فرمایا اور یہاں بھی اردو انگریزی کے علاوہ مراٹھی زبان میں ملک کے حالات پر پریس والوں نے سوالات کا سلسلہ شروع کیا۔ امیر محترم نے جن کے اطمینان بخش جواب دیئے۔ بعد نماز مغرب مکہ مسجد شولہ پور میں امیر محترم کا خطاب عام ہوا جہاں بڑی تعداد میں شولہ پور کے جماعتی وغیر جماعتی افراد اکٹھا تھے۔ اس کے بعد شولہ پور کی ایک معتبر جماعتی شخصیت نصیر خلیفہ صاحب کے جواں سال بیٹے کے انتقال پر تعزیت کے لیے وفد ان کے گھر گیا۔ امیر محترم نے انہیں تسلی دی۔

اس کے بعد ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مہاراشٹر مولانا سرفراز احمد اثری صاحب کے گھر پر ایک نشست منعقد ہوئی جس میں جماعت کی اہم شخصیات موجود تھیں۔ امیر محترم نے انہیں پند و نصائح کیے۔ اور مل جل کر کام کرنے کا مشورہ دیا۔ شولہ پور کا بھی پروگرام نہایت عمدہ رہا۔ یہاں جو افراد قدم بہ قدم ساتھ رہے ان میں پونہ سے تشریف لائے بلال پٹیل صاحب امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث شولہ پور، مولانا عبدالرزاق محمدی صاحب ناظم، اقبال استاد صاحب نائب امیر، محسن استاذ صاحب، فیض الدین آبادی راجے صاحب، اقبال بلال صاحب، وارث کنڈے صاحب، اسلم مجاور صاحب، حضرت بھائی صاحب، مجاہد بھائی صاحب، راحیل بھائی صاحب و دیگر افراد قابل ذکر ہیں۔

چونکہ امیر محترم کو بعض پروگراموں کے سلسلے میں دہلی واپس جانا ضروری تھا اس لیے کولہاپور، پونے اور اورنگ آباد کے پروگراموں کو ملتوی کر کے یہ قافلہ حیدرآباد کے لیے روانہ ہوگیا جہاں سے امیر محترم کو صبح کی فلائٹ سے دہلی کے روانہ ہونا تھا۔ اور اس طرح حرکت ونشاط سے بھرپور یہ دورۂ ایمان وعقیدہ بحسن وخوبی اختتام کو پہنچا۔

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

کیرالہ میں سیلاب اور لینڈ سلائڈنگ سے بھاری جانی ومالی نقصان پر اظہار رنج وغم

دہلی ۱۹/ اکتوبر ۲۰۲۱ء، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری اخباری بیان کے مطابق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے ملک کے مختلف حصوں خصوصاً صوبہ کیرالہ کے اندر غیر معمولی بارش کی وجہ سے سیلاب کی ابتر صورت حال اور لینڈ سلائڈنگ کے نتیجہ میں ہونے والے بھاری جانی ومالی نقصانات پر شدید رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔

امیر محترم نے سیلاب کے متاثرین سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان مشکل حالات میں وہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں اور آپسی بھائی چارہ اور باہمی تعاون کا خاص خیال رکھیں۔ علاوہ ازیں تمام ہمدردان قوم وملت سے بلاتفریق مذہب اپیل کی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی مصیبت کی اس گھڑی میں خاطر خواہ امداد کریں۔ ساتھ ہی صوبائی ومرکزی حکومتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ صوبہ کیرالہ اور اتراکھنڈ وغیرہ صوبوں کے سیلاب متاثرین کی راحت رسانی، بازآبادکاری نیز جانی ومالی نقصانات کے معاوضہ کے سلسلہ میں مناسب اقدامات کریں۔ مرکزی جمعیت نے اس مصیبت کی گھڑی میں متاثرین کے لیے دعا اور تمام دیش واسیوں خصوصاً اپنی تمام صوبائی شاخوں کے ذمہ داروں سے ان کی امداد کے لئے اپنے اپنے صوبوں سے بھرپور تعاون کی اپیل کی ہے۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ اتنے بڑے پیمانے پر جان ومال کی تباہی وبربادی، قدرتی نظام کا حصہ ہے اور اس طرح کی آفات ارضی وسماوی، زمین پر بسنے والے ہم انسانوں کے گناہوں کے عام ہونے کی وجہ سے ہی بھی آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سنبھلنے کے لئے کبھی کبھی اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور اپنے بعض بندوں کو آزماتا ہے۔ لہٰذا بندوں کو صبر واحتساب سے کام لینا چاہئے اور تمام برادران ملک وملت کے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرنی چاہئے اور تعاون میں بھرپور حصہ لینا ہم سب کا فریضہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح ہمارے بھائیوں کو مصیبت کے ذریعہ آزمارہا ہے اسی طرح عافیت سے رکھ کر ان کے تئیں ہمیں بھی آزمانا چاہتا ہے۔

اہل حدیث کمپلیکس ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر میں فری میڈیکل چیک اپ کیمپ کا انعقاد اتوار کو

نئی دہلی: ۲۲/ اکتوبر ۲۰۲۱ء، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اور ایچ آرڈ ائیگنوسٹکس اوکھلا انڈسٹریل ایریا نئی دہلی کے اشتراک سے اہل حدیث کمپلیکس ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر اوکھلا نئی دہلی میں مورخہ ۲۴/ اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز اتوار صبح ۹/ بجے فری ہیلتھ چیک اپ کیمپ کا انعقاد عمل میں آئے گا۔ جس میں تھائی رائیڈ، بلڈ شوگر، بی پی، بی ایم آئی وغیرہ کا فری ٹیسٹ کیا جائے گا اور ماہر ڈاکٹرس کے ذریعہ مریضوں کی تشخیص اور دواؤں کی مفت تقسیم عمل میں آئی گی۔ ان شاء اللہ۔ واضح رہے کہ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا نئی دہلی میں قبل ازیں بھی فری ہیلتھ چیک اپ کیمپ کا انعقاد عمل میں آچکا ہے۔ جس سے علاقے کے مرد وخواتین نے استفادہ کیا۔ توقع ہے کہ اس کیمپ میں بھی بڑی تعداد میں لوگ شریک ہوں گے اور مذکورہ مفت طبی خدمات سے استفادہ کریں گے۔

☆☆

جماعتی خبریں

جامعہ دارالفرقان للبنات سعید آباد میں ۳۱واں جلسہ تقسیم اسناد : بموجب معتمد جامعہ محمد عبدالرافع صدیقی جامعہ دارالفرقان للبنات سعید آباد حیدرآباد کا ۳۱واں جلسہ فراغت وتقسیم اسناد وانعامات مورخہ ۱۰/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز اتوار بوقت صبح ساڑھے دس بجے بمقام جامعہ ہال زیر صدارت صدر جامعہ محمد عبدالوحید منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز طالبہ مریم احسن خلیفہ (فضیلت) کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ بعدازاں اردو، عربی، انگریزی اور تلگو میں طالبات نے تعلیمی مظاہرہ پیش کیا۔ پھر ناظم تعلیمات فضیلۃ الشیخ طہٰ سعید خالد مدنی نے استقبالیہ پیش کیا۔ مدعوئین خصوصی فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالقیوم (نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند) اور فضیلۃ الشیخ شفیق عالم خان جامعی (امیر جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندرآباد) نے اپنے اپنے تاثرات پیش کئے اور جامعہ کی خدمات کو سراہا۔ معتمد جامعہ محمد عبدالرافع صدیقی کی تعلیمی رپورٹ کے بعد مہمان خصوصی فضیلۃ الشیخ عبدالحسیب عمری مدنی حفظہ اللہ نے فارغات سے خصوصی خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ جامعہ دارالفرقان سے اب تک ہزار کے لگ بھگ طالبات فارغ ہوچکی ہیں۔ اس کا مطلب جامعہ نے اب تک امت کو ہزار گود دیئے اور ہر گود سے امت کا ایک صالح نسل ملی۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جامعہ دارالفرقان نے نسل نو کی تعمیر میں کتنا اہم کردار ادا کیا اور کررہا ہے۔ پھر ناظم تعلیمات نے جدید فارغات کے ناموں کا اعلان کیا جنھیں مومنٹو سے نوازا گیا۔ امسال کل ۱۷۱ طالبات جامعہ سے فارغ ہوئیں جن کا تعلق فضیلت، عالمیت، شرعی ڈپلومہ، شعبہ حفظ اور عالمہ ڈپلومہ کورس سے ہے۔ آخر میں جامعہ کے سابقہ فارغات کے بدست امسال فارغ ہونے والی طالبات کو اسناد وانعامات سے نوازا گیا پھر ہدیہ تشکر کے ساتھ اجلاس کا اختتام عمل میں آیا۔

(محمد عبدالرافع صدیقی، معتمد جامعہ دارلفرقان للبنات سعید آباد، حیدرآباد)

تربیتی پروگرام: جمعیت اہلحدیث ٹملناڈو وپانڈیچری کی جانب سے بتاریخ 19.10.2021 (12 ربیع الاول 1443 ھجری) بروز منگل صبح 9.30 بجے سے شام 6 بجے تک بمقام مرکزی مسجد اہلحدیث، تکہ گلی، ولی پورم میں ایک تربیتی وتذکیری پروگرام منعقد ہوا۔۔ جس میں علمائے کرام و داعیان حضرات اور مساجد اہلحدیث کے ذمہ داران اور جماعت کے تقریباً 200 سے زائد متحرک احباب شریک رہے۔

یہ پروگرام تین نشستوں پر مشتمل رہا۔
پہلی نشست متخصص علماء کی علمی تقاریر پر مشتمل تھی۔

''ذمہ داران مساجد کی ذمہ داری اور مساجد میں ان کی خدمات'' انجام دینے کے سلسلے میں امیر محترم جمعیت اہل حدیث تمل ناڈو اور پانڈیچیری شیخ انیس الرحمٰن اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ نے نصیحت فرمائی۔

نائب امیر جمعیت مولوی حسن علی عمری نذیری حفظہ اللہ نے ''آج کے فتنے اور اس کا سدباب'' پر مدلل جوابات پیش کئے خاص کر دین کو سمجھنے کے لئے وحی الٰہی ہی کافی ہے اس کے علاوہ کی ضرورت نہیں۔

شیخ مفتی عمر شریف قاسمی حفظہ اللہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ منہج السلف پر قائم رہنا اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ انھوں نے منہج سلف پر اعتراض کرنے والوں کے لئے مدلل جوابات پیش کئے۔ دوسری نشست میں علمائے کرام کے تعارف اور ان کے مشورے پیش کئے گئے۔

تیسری نشست میں منہج السلف (اہلحدیث کے منہج) کو لوگوں تک پہنچانے کے طریقہ کار پر گفتگو ہوئی۔

تمام شرکاء نے اس بات پر زور دیا کہ ٹمل علاقوں میں ٹمل زبان میں دعوت کو عام کریں، اپنے مساجد میں ان اماموں کو اور خطیبوں کو رکھیں جو ٹمل جانتے ہوں، ایسے امام کو نہ رکھیں جو مقامی زبان سے نابلد ہوں ورنہ ذمہ داران مساجد اللہ تعالیٰ کے یہاں مسئول ہوں گے۔

نشست کے آخری حصہ میں ''علمائے کرام اور خاص کر ائمہ مساجد وخطباء اپنی ذمہ داری کو کیسے ادا کریں''۔ کے موضوع پر شیخ انیس الرحمٰن اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ نصیحت فرمائی۔ اس پروگرام میں صوبائی جمعیت اہلحدیث ٹملناڈو وپانڈیچری کے ذمہ داران نے شرکت کی۔ (حافظ عبد الواحد عبد الحفیظ عمری مدنی، ناظم جمعیت اہلحدیث ٹملناڈو وپانڈیچری)

مکتبہ ترجمان کی

نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	30/-
چمن اسلام اول	24/-
چمن اسلام دوم	30/-
چمن اسلام سوم	30/-
چمن اسلام چہارم	34/-
چمن اسلام پنجم	40/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	188/-

اہل حدیث منزل کی تعمیر وتکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرماکر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے: (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کراکے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

خوشخبری خوشخبری

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا

کلینڈر 2022

جاذبِ نظر، خوشنما، ہر صفحہ اسلامی تعلیمات سے مزین، قابل دید
قرآنی آیات سے آراستہ اور اہم معلومات سے پُر کلینڈر
چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے۔

اپنا آرڈر بک کرائیں۔

مکتبہ ترجمان

Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar
Jama Masjid, Delhi-110006

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292
Ph:011-23273407,Fax:011-23246613